انصار الدین

مجلس انصار اللہ برطانیہ کا تعلیمی ،تربیتی اور معلوماتی رسالہ

جولائی/اگست 2026ء • وفا/ظہور 1405ہجری شمسی • محرم/صفر 1448ہجری • جلد23نمبر4

اکتالیسویں سالانہ چیریٹی واک 2026ء
زیر اہتمام" بیکن آف پیس" مجلس انصاراللہ یوکے







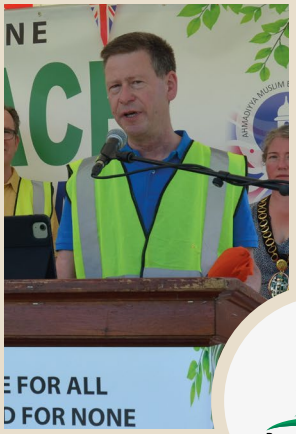












Beacon of Peace
Serving Humanity

خصوصی دعاؤں کی تحریک

امیر المومنین سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

ان دنوں میں خوب دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑیں۔ ذکر الٰہی پر زور دیں۔ اپنے دل کے اندھیروں کو مٹاتے چلے جائیں۔ ظلمات کو دور کریں۔ اس حوالے سے میں یہاں ایک تحریک بھی کر دینا چاہتا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک رویا تھا کہ ان کو کسی بزرگ نے کہا کہ

اگر جماعت کا ہر فرد، ہر بڑا دو سو 200 دفعہ یہ درود شریف پڑھے

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ

اور پھر آپ نے فرمایا کہ جو درمیانی عمر کے ہیں پندرہ سے پچیس سال کے لوگ وہ بھی کم از کم سو 100 دفعہ پڑھیں۔ بچے بھی کم از کم تینتیس 33 دفعہ پڑھیں۔ چھوٹی عمر کے جو بچے ہیں ان کو ان کے ماں باپ تین 3، چار 4، دفعہ یہ پڑھائیں۔

اور ساتھ ہی سو 100 دفعہ استغفار بھی کریں

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ

اسی طرح میں یہ بھی شامل کرتا ہوں کہ 100 دفعہ

رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ

کا ورد بھی ان دنوں میں خاص طور پر اور عموماً ہمیشہ کے لیے کریں۔ آپ کو رویا میں یہی دکھایا گیا تھا کہ اگر یہ کرو گے تو تم ایک محفوظ قلعہ میں محفوظ ہو جاؤ گے جہاں شیطان کبھی داخل نہیں ہو سکتا اور لوہے کی دیواریں ہیں اس قلعہ کی جس کی دیواریں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں۔ پس کوئی سوراخ ایسا نہیں رہے گا جہاں سے شیطان حملہ کر سکے۔

ہر ایک کو، بچے کو، بڑے کو، عورت کو، مرد کو، سب کو توجہ دینی چاہیے۔

(خطبہ جمعہ 23 اگست 2024)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحن انصار اللہ

MAJLIS ANSARULLAH
UNITED KINGDOM

انصار الدین

| جولائی/اگست 2026ء | وفا/ظہور 1405ہجری شمسی |
| محرم/صفر 1448ہجری | جلد 23 نمبر 4 |

صدر مجلس انصار اللہ برطانیہ
صاحبزادہ مرزا وقاص احمد

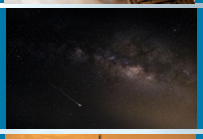
قائد اشاعت و مدیر اعلیٰ
راجہ برہان احمد

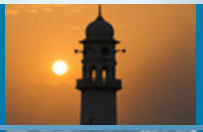
مجلس ادارت
میر انجم پرویز
طاہر محمود مبشر

منیجر
جلال الدین

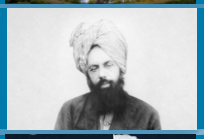
فہرست مضامین


02 درس القرآن


03 حدیثِ نبوی ﷺ


04 ارشاد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام


05 جلسہ سالانہ کی اہمیت و برکات
بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز


09 احمدیوں سے منسوب چند جھوٹے عقائد کا جواب
قسط اول۔ (ج۔الف بٹ کراچی، پاکستان)


13 آزادیِ اظہارِ رائے
(خواجہ عبد العظیم احمد، یوکے)


19 حضرت چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کا ایک تربیتی خط
(مرسلہ ڈاکٹر حامد اللہ خان صاحب)


20 مشاعرہ (حمد و نعت و برکاتِ خلافت) بر موقع یومِ خلافت
زیر اہتمام مجلس انصار اللہ یوکے


22 اکتالیسویں سالانہ چیریٹی واک 2026ء۔
(رپورٹ از میر انجم پرویز)

قرآن شریف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوۡدًا وَّعَلٰی جُنُوۡبِہِمۡ وَیَتَفَکَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ ہٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبۡحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۲﴾

(آل عمران :192)

(وہ عقل مند) جو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر اللہ کو یاد کرتے (رہتے) ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش کے بارے میں غور و فکر سے کام لیتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) اے ہمارے رب تو نے اس (عالم) کو بے فائدہ نہیں پیدا کیا تو (ایسے بے مقصد کام کرنے سے) پاک ہے۔ پس تو ہمیں آگ کے عذاب سے بچا (اور ہماری زندگی کو بے مقصد بننے سے بچالے)۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”یہ دعا اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم میں سکھائی ہے۔ فرماتا ہے

اَلَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوۡدًا وَّعَلٰی جُنُوۡبِہِمۡ وَیَتَفَکَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ ہٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبۡحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (آل عمران:192)

وہ لوگ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں، کھڑے ہوئے بھی اور بیٹھے ہوئے بھی اور اپنے پہلوؤں کے بل بھی اور آسمان و زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے ہیں اور بے ساختہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب تو نے ہر گز یہ بے مقصد پیدا نہیں کیا۔ پاک ہے تو پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ ہٰذَا بَاطِلًا سُبۡحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ یا الٰہی تو اس سے پاک ہے کہ کوئی تیرے وجود سے انکار کر کے نالائق صفتوں سے تجھے موصوف کرے۔ ایسی باتیں تیری طرف منسوب کرے جو مکمل اور کامل نہیں ہیں جو تیرے مقام سے بہت گری ہوئی چیزیں ہیں۔ جن میں کمزوریاں، خامیاں اور سقم ہیں۔ سو تو ہمیں دوزخ کی آگ سے بچا۔ یعنی تجھ سے انکار کرنا عین دوزخ ہے۔“

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 120)

(خطباتِ مسرور جلد 4 صفحہ 485)

حدیث النبی ﷺ



حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا اَبُو الْمُتَوَكِّلِ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ بَاتَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَامَ نَبِيُّ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ فَخَرَجَ فَنَظَرَ فِي السَّمَآءِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ فِي اٰلِ عِمْرَانَ إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ حَتّٰى بَلَغَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الْبَيْتِ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى ثُمَّ اضْطَجَعَ ثُمَّ قَامَ فَخَرَجَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَآءِ فَتَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ ثُمَّ رَجَعَ فَتَسَوَّكَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى۔

ابو المتوکل سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے انہیں بتایا کہ انہوں نے ایک رات نبی ﷺ کے پاس گذاری۔ رات کے آخری حصہ میں اللہ کے نبی ﷺ کھڑے ہوئے اور باہر تشریف لے گئے اور آسمان کی طرف دیکھا پھر آلِ عمران کی یہ آیت تلاوت فرمائی {اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ} یہاں تک کہ آپؐ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (کے الفاظ) تک پہنچ گئے۔ (ترجمہ) یقیناً آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے بدلنے میں صاحب عقل لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ وہ لوگ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے ہوئے بھی بیٹھے ہوئے بھی اور اپنے پہلوؤں کے بل بھی اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور وفکر کرتے رہتے ہیں۔ (اور بے ساختہ کہتے ہیں) اے ہمارے رب! تُو نے ہرگز یہ بے مقصد پیدا نہیں کیا۔ پاک ہے تُو۔ پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ (آل عمران: 192-191) پھر آپؐ کمرہ میں پہنچے، مسواک کی اور وضوء کیا پھر کھڑے ہوئے نماز پڑھی پھر لیٹ گئے پھر اُٹھے، باہر تشریف لائے اور آسمان کی طرف دیکھا اور یہ آیت تلاوت کی، پھر واپس تشریف لائے، مسواک کی اور وضوء کیا پھر کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی۔

(صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب نمبر 15، حدیث نمبر 368)

تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام

خدا تعالیٰ کے وجود پر دلیل

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”جب دانشمند اور اہل عقل انسان زمین اور آسمان کے اجرام کی بناوٹ میں غور کرتے اور رات دن کی کمی بیشی کے موجبات اور علل کو نظر عمیق سے دیکھتے ہیں انہیں اس نظام پر نظر ڈالنے سے خدا تعالیٰ کے وجود پر دلیل ملتی ہے۔ پس وہ زیادہ انکشاف کے لئے خدا سے مدد چاہتے ہیں اور اس کو کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر اور کروٹ پر لیٹ کر یاد کرتے ہیں جس سے ان کی عقلیں بہت صاف ہو جاتی ہیں۔ پس جب وہ ان عقلوں کے ذریعہ سے اجرام فلکی اور زمینی کی بناوٹ احسن اور اولی میں فکر کرتے ہیں تو بے اختیار بول اٹھتے ہیں کہ ایسا نظام ابلغ اور محکم ہرگز باطل اور بے سود نہیں بلکہ صانع حقیقی کا چہرہ دکھلا رہا ہے۔

پس وہ الوہیت صانع عالم کا اقرار کر کے یہ مناجات کرتے ہیں کہ یا الٰہی تو اس سے پاک ہے کہ کوئی تیرے وجود سے انکار کر کے نالائق صفتوں سے تجھے موصوف کرے۔ سو تو ہمیں دوزخ کی آگ سے بچا یعنی تجھ سے انکار کرنا عین دوزخ ہے اور تمام آرام اور راحت تجھ میں اور تیری شناخت میں ہے۔ جو شخص کہ تیری سچی شناخت سے محروم رہا وہ درحقیقت اسی دنیا میں آگ میں ہے۔“

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 434)

خدا کو یاد کرنا

”آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کے اختلاف میں دانشمندوں کے لئے صانع عالم کی ہستی اور قدرت پر کئی نشان ہیں۔ دانشمند وہی لوگ ہوتے ہیں کہ جو خدا کو بیٹھے کھڑے اور پہلو پر پڑے ہونے کی حالت میں یاد کرتے رہتے ہیں اور زمین اور آسمان اور دوسری مخلوقات کی پیدائش میں تفکر اور تدبر کرتے رہتے ہیں اور اُن کے دل اور زبان پر یہ مناجات جاری رہتی ہے کہ اے ہمارے خداوند تو نے ان چیزوں میں سے کسی چیز کو عبث اور بے ہودہ طور پر پیدا نہیں کیا بلکہ ہر یک چیز تیری مخلوقات میں سے عجائبات قدرت اور حکمت سے بھری ہوئی ہے کہ جو تیری ذات بابرکات پر دلالت کرتی ہے۔“

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص - روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 305 تا 306 حاشیہ نمبر 11)



ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز



جلسہ سالانہ کی اہمیت و برکات

مہمان نوازی نمایاں وصف

اس دفعہ جب میں کینیڈا گیا ہوں تو بعض احمدی گھروں میں یہ دیکھ کر ربوہ کے جلسوں کی یاد تازہ ہو جاتی تھی کہ گھر والے نیچے ایک کمرے میں یا بیس منٹ (Basement) میں محدود ہو گئے ہیں اور گھر کے کمرے مہمانوں کو دے دیئے، ان مہمانوں کو جن کو جانتے بھی نہیں، کوئی خون کا رشتہ بھی نہیں لیکن ایک مضبوط رشتہ ہے، احمدیت کا رشتہ، اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہی اس رشتے کو قائم کیا ہوا ہے اور اس مضبوط رسی کو پکڑا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا کے ہر ملک میں ہمیں یہ نظارے دکھائے۔

(خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 508)

خلیفہ وقت کے الفاظ کی تاثیر

نائیجر کے رہنے والے ایک دوست صالح یحییٰ بیلجیم میں رہتے ہیں، جو مسلمان تھے، یہاں آئے۔ کہتے ہیں کہ میں نے افریقہ میں بہت سے علماء کی تقریریں سنی ہیں لیکن وہ اثر اور فائدہ جو مجھے خلیفہ وقت کی تقریر سن کر ہوا ہے اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا۔ اور میں نے اس جماعت کو بڑے قریب سے دیکھا ہے اور میں نے اس جلسہ پر احمدیت میں داخل ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے بیعت کر لی۔

(خطبات مسرور جلد 11 صفحہ 383)

حق واضح ہو گیا

اسی طرح ایک الجزائری دوست تھے۔ انہوں نے بھی کہا کہ دو افراد ایسے تھے جو مہاجرین کو تبلیغ کر رہے تھے۔ میں نے ان کی باتوں میں امام مہدی کے آنے کی خبر سنی تو سخت برہم ہوا اور بے اختیار کہنے لگا کہ ان شیاطین کے آنے سے یہاں پر موجود فرشتے چلے گئے ہیں۔ کہتے ہیں شروع شروع میں تو اُن کے ساتھ میری گفتگو تمسخرانہ تھی لیکن محسوس ہونے لگا کہ میری ہر بات اُن کے سامنے غلط ثابت ہوتی ہے جبکہ اُن کے پاس ان کے ہر دعوے کی قوی دلیل تھی۔ مجبور ہو کر میں نے کہا کہ میں ان کے بارے میں کسی مولوی سے رہنمائی لیتا ہوں۔ یہ سوچ کر میں نے ایک معروف عربی چینل سے رابطہ کیا۔ کہتے ہیں پہلے میں اس چینل پر مختلف سوالات اور فتاویٰ کے لئے فون کیا کرتا تھا تو کئی بار فون کرنے کے بعد ہمیں کوئی مناسب جواب ملتا تھا۔ اب جب میں نے جماعت احمدیہ کے بارے میں فون کیا تو انہوں نے کہا کہ تم فون رکھو ہم خود تمہیں فون کرتے ہیں۔ اور پھر انہوں نے ہمیں فون کر کے

کہا کہ احمدی تو پکے کافر ہیں، ان سے بچ کے رہو۔ یہی نہیں بلکہ اب تقریباً ہر روز تین چار دفعہ اس چینل کی طرف سے ہمیں فون آنے لگا اور ہر بار ہمیں جماعت کے کفر کے بارے میں فتویٰ سنایا جاتا۔ کہتا ہے کہ جب افرادِ جماعت کی بات سنتا تو مجھے محسوس ہوتا کہ یہی سچی جماعت ہے۔ لیکن مولویوں کے فتوے سنتا تو جماعت کے بارے میں شک میں پڑ جاتا۔ پھر کتب اور عربی ویب سائٹ پر مواد کا مطالعہ کرتا رہا جس کی وجہ سے حق واضح ہو گیا۔ اور جلسہ پر آنے کی مجھے دعوت دی۔ یہاں جب میں نے دیکھا کہ مختلف قومیتوں کے لوگ ہیں تو میں نے سوچا کہ کیا میں ہی سچا ہوں، یہ سب جھوٹے ہیں۔ اس کے بعد دلی اطمینان ہوا اور بیعت کر لی۔

(خطبات مسرور جلد 11 صفحہ 385)

جماعت کے لئے سب کچھ چھوڑ دوں گا

(سیرالیون کے ایک) مبلّغ صاحب کہتے ہیں کہ میں نے پہلے سیشن کے بعد ان سے پوچھا کہ آپ کو یہ جلسہ کیسا لگا، کیا محسوس ہوا؟ انہوں نے بتایا کہ میں احباب جماعت اور جماعتی روایات سے بہت متاثر ہوا ہوں اور احمدی ہو گیا ہوں اور میرے تمام شبہات دور ہو گئے ہیں۔ واپس جا کر اپنے علاقے میں بھی تبلیغ کرنے لگے کہ حقیقی اسلام یہی ہے جس پر جماعت احمدیہ عمل کر رہی ہے اور پھیلا رہی ہے۔ ان کے امام ان سے ناراض ہو گئے اور ان کو نکال بھی دیا۔ انہوں نے کہا کہ حق مجھے مل گیا ہے۔ اب میں جماعت کے لئے سب کچھ چھوڑ دوں گا اور سچائی کا ساتھ دوں گا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس علاقے میں ان کے ذریعہ سے بہت سے لوگ احمدی بھی ہوئے ہیں۔

(خطبات مسرور جلد 12 صفحہ 363)

بلغاریہ کو روحانی مائدہ کی ضرورت ہے

پھر بلغاریہ سے ایک دوست کہتے ہیں میں عیسائی ہوں اور پہلی دفعہ آیا ہوں، بہت متاثر ہوا ہوں۔ اسلام کا حقیقی اور حسین چہرہ یہاں دیکھا ہے۔ اب دل چاہتا ہے کہ بلغاریہ میں اعلان کر دیا جائے کہ کثرت سے لوگ یہاں جلسے پر آئیں تا کہ انہیں معلوم ہو کہ اسلام کتنا پیارا مذہب ہے اور ہم کس طرح باہمی پیار و محبت اور رواداری کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔ بلکہ وہ مجھے زور دے رہے تھے کہ اعلان کرو۔ اس کو میں نے بتایا کہ آپ کے مفتی صاحبان جو ہیں وہ آپ کو وہاں پھر جینے نہیں دیں گے۔ بہر حال پھر انہوں نے کہا کہ جلسے پر ہمیں روحانی کھانا ملا ہے۔ ہمیں بلغاریہ میں اس کھانے کی ضرورت ہے۔ وہاں ہمیں یہ کھانا کب ملے گا؟ انہوں نے یہ مجھ سے سوال کیا تھا۔ ان کو میں نے یہی کہا کہ اپنی حکومت کو کہیں جب حکومت ہمیں مشن کھولنے کی اجازت دے گی، تبلیغ کی اجازت دے گی تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ سب کچھ ہو گا۔

(خطبات مسرور جلد 12 صفحہ 375)

بیعت اور عجیب قلبی کیفیت کا اظہار

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ جرمنی کے تیسرے دن بعض احباب کی قبولیت احمدیت کے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ:۔

ایک البانین مہمان ایڑوین صاحب پہلے مسلمان تھے۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے حدیثوں کی کتاب میں پڑھا تھا۔ جب امام مہدی علیہ السلام نازل ہوں گے تو ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ ان کی بیعت میں شامل ہو۔ چنانچہ بیعت میں شامل ہو کر ان کی عجیب قلبی کیفیت تھی۔ کہتے ہیں دوسری بات جس نے مجھے متاثر کیا وہ ایک کثیر تعداد میں سعید الفطرت روحوں کا خوابوں کے ذریعہ سے خبر پا کر جماعت میں شامل ہونا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ واقعی الٰہی جماعت ہے اور اللہ تعالیٰ خود دلوں کو اس جماعت کی طرف کھینچ رہا ہے۔

(خطبات مسرور جلد 12 صفحہ 380)

جلسے کے روحانی ماحول کا اثر

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ یوکے 2014ء کی برکات کا ذکر میں اپنے خطبہ جمعہ میں ضمناً فرمایا کہ:۔

ایک دفعہ ایک خاندان نے پاکستان میں مجھے بتایا کہ ان کی ایک بزرگ خاتون تھیں جو جماعت کی مخالف تھیں لیکن خاندانی نظام وہاں کا ایسا ہوتا ہے کہ اکٹھے رہتے تھے۔ کبھی وہ جلسے پر نہیں آیا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ مجبوری ہوئی، ان کو ساتھ ربوہ جانا پڑ گیا اور پھر بہانے سے ان کے رشتے دار اُن کو جلسے پر بھی لے گئے۔ سارا نظام بھی دکھایا۔ وہ یہ کہا کرتی تھیں کہ ربوہ والے جادو کر دیتے ہیں اس لئے وہاں نہیں جانا۔ بہر حال جلسے کا ماحول دیکھ کر، تقریریں سن کر، لنگر خانوں کا نظام دیکھ کر انہوں نے بیعت کر لی۔ یہ خلافت ثانیہ کا واقعہ ہے جو ایک خاندان نے مجھے بتایا تھا۔

(خطبات مسرور جلد 12 صفحہ 530)

جلسہ میں شمولیت کیوجہ سے برکات کا نزول

جرمنی سے مبلّغ لکھتے ہیں کہ ان کا ایک سیرین فیملی سے تقریباً ایک سال سے رابطہ تھا۔ انہوں نے گزشتہ سال جرمنی جلسہ پر بھی شرکت کی، جلسہ کا ماحول دیکھا، بڑے متاثر ہوئے لیکن انہوں نے بیعت نہیں کی تھی۔ وہ خود کہتے ہیں یعنی وہ سیرین فیملی کہتی ہے کہ ہم چونکہ اٹلی کے راستے سے جرمنی آئے تھے اس لئے ہمارے وکیل نے کہا تھا کہ آپ لوگوں کا کیس کمزور ہے اور ممکن ہے کہ آپ کو واپس اٹلی بھجوا دیا جائے۔

چنانچہ کہتے ہیں جلسہ کے بعد ہم اسی امید پہ تھے کہ ہمیں کورٹ کا یا حکومت کا خط آجائے گا کہ واپس جاؤ لیکن گھر پہنچے تو کورٹ کی طرف سے خط آیا ہوا تھا جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ یہ ان کو علم ہے کہ ہم اٹلی کے راستے جرمنی آئے ہیں لیکن ساتھ ہی اس خط میں جج کی طرف سے ریمارکس بھی تھے کہ چونکہ آپ لوگ سیرین ہیں اس لئے جرمنی سے کہیں اور بھجوانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تو کہتے ہیں میرے لئے یہ بات بڑا معجزہ تھی۔ فوراً دل میں خیال آیا کہ یہ جلسہ میں جانے کی برکت ہے اور مَیں نے اپنی بیوی کو بتایا کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں جلسہ میں شامل ہونے پر یہ معجزہ دکھایا ہے۔ پس اس کے بعد ان کے دل میں بیٹھا کہ جماعت کی وجہ سے ہی ہوا ہے تو انہوں نے فوراً بیعت کا فیصلہ کیا اور جماعت میں شامل ہو گئے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ مؤرخہ 7 اپریل 2017ء)

ہر طرف سے سلام کی آوازیں آتی ہیں

اسی طرح ایک اور نومبائع جماعت ڈورو (Dorou) کے صدر نے کہا کہ احمدیت نے ہی ہمیں صحیح اسلام سکھایا۔ جب ہم جلسہ سالانہ پر گئے تو کسی نے کوئی فرق نہ کیا۔ سب گاؤں اور شہر والے ایک ہی جگہ جمع تھے۔ نہ کوئی لڑائی تھی نہ جھگڑا۔ احمدیت نے ہمیں دین کی سمجھ بوجھ دی اور اللہ تعالیٰ نے فضل کیا کہ ہم لوگ نمازیں پڑھنے لگ گئے۔ پھر ایک نومبائع نے کہا کہ ہم احمدیت کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ ہم جنگل والوں کو انسان بنا دیا۔ یہاں بیٹا باپ کو سلام نہیں کرتا تھا لیکن احمدی معلمین اور مبلغین نے ہماری ایسی تربیت کی ہے کہ ہر طرف سے سلام کی آوازیں آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں میں سے بھی اور غیر مسلموں میں سے بھی کس طرح سعید فطرتوں کو احمدیت قبول کرنے کے بعد پھر ایمان پر مضبوطی عطا فرماتا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ مؤرخہ 15 ستمبر 2017ء)

جلسہ سالانہ عشق الٰہی بڑھانے کا ذریعہ

ایک صاحب اس دفعہ اس سال جلسہ پر آئے تھے، یہ بھی بورکینا فاسو کے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ اس جلسہ نے تو میری زندگی میں ایک نمایاں تبدیلی پیدا کر دی ہے۔ اور میرے دل میں خدا کی محبت بڑھا دی ہے۔ میں نے بہت کچھ سیکھا ہے اور اب کہتے ہیں کہ میں انشاء اللہ ہمیشہ جماعت احمدیہ کو اپنے ملک میں پھیلانے میں کوشاں رہوں گا اور بڑے عزم اور اخلاص کے ساتھ واپس گئے تھے۔

(جلسہ سالانہ یوکے 2004ء کے دوسرے روز کا خطاب از الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 12 جولائی 2013ء صفحہ 2)

جلسہ میں شمولیت کی برکت سے مالی کشائش

بورکینا فاسو کے ایک دوست آسوا احمدی صاحب ہیں۔ یہ ایک کاٹن فیکٹری میں کام کرتے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ غانا جلسہ سے واپسی کے بعد گھر میں کچھ مالی مشکلات پیدا ہوئیں۔ چند دنوں کے بعد ان کے ڈائریکٹر نے ان کو فون کر کے بلایا کہ آپ یہاں آ کر ایک لاکھ فرانک وظیفہ وصول کر لیں۔ یہ رقم ملتے ہی وہ مشن ہاؤس آئے اور پانچ ہزار چندہ ادا کر دیا اور بتایا کہ یہ جلسہ غانا کی ہی برکت ہے۔

(جلسہ سالانہ یوکے 2008ء کے دوسرے روز کا خطاب از الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 12 ستمبر 2014ء صفحہ 4)

پہلی مرتبہ مجھے اتنا بڑا منظم ہجوم دیکھنے کو ملا

نائیجیریا کی ایک نو احمدی خاتون اپنی قبولیت کا ذکر کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ میں اس سال جلسہ سالانہ نائیجیریا میں شامل ہوئی اور پہلی مرتبہ مجھے اتنا بڑا منظم ہجوم دیکھنے کو ملا۔ احمدیت کا جلسہ سالانہ دیکھ کر ہی احمدی مسلمانوں کو دوسرے جاہل مسلمانوں سے تمیز کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ جلسے کے بعد میں نے بیعت کر لی۔

(جلسہ سالانہ یوکے 2015ء کے دوسرے دن کا خطاب از الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 12 فروری 2016ء صفحہ 15)

مجھے یقین ہو گیا کہ جماعت احمدیہ ہی سچی جماعت ہے

بورکینا فاسو کے ریجن بوبو جلاسو کے ایک نومبائع اپنی قبولیت کا واقعہ بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ بیعت کرنے سے پہلے میں جماعت احمدیہ کا اور وہابیوں دونوں کا ریڈیو سنتا تھا اور دونوں کا آپس میں موازنہ کرتا رہتا

تھا۔ ایک دن احمدیہ ریڈیو پر جلسہ سالانہ کا اعلان ہوا تو میں نے سوچا کہ جلسہ میں شرکت کر کے دیکھ لیتا ہوں۔ میں نے جلسہ میں جب تقاریر سنیں تو مجھے یقین ہو گیا کہ احمدیت ہی سچی جماعت ہے۔ میں نے نوٹ کیا کہ جلسہ کے دوران احمدیوں کے ساتھ نماز پڑھنے کا بھی لطف آتا ہے۔ پہلے غیر احمدیوں کی مسجد میں نماز پڑھتا تھا تو ایسا لگتا تھا کہ نماز ہوئی ہی نہیں۔ چنانچہ جلسہ کے بعد میں بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو گیا۔

(جلسہ سالانہ یوکے 2017ء کے دوسرے روز کا خطاب)

جلسہ سالانہ نے مدتوں کے بچھڑوں کو ملا دیا

جلسہ سالانہ کی برکات بھی کیا ہوتی ہیں۔ زکریا صاحب لائبیریا سے لکھتے ہیں کہ لائبیریا میں ایک لمبا عرصہ خانہ جنگی کی وجہ سے بہت سارے خاندان ایک دوسرے سے بچھڑ گئے تھے اور کئی سال گزرنے کے باوجود ابھی تک ایسے خاندان ہیں جن کا آپس میں رابطہ نہیں ہو سکا۔ عثمان شریف صاحب نے 2016ء میں احمدیت قبول کی۔ ان کا آبائی گاؤں سیرالیون کے بارڈر پر واقع کیپ ماؤنٹ کاؤنٹی میں ہے لیکن جنگ میں نقل مکانی کی وجہ سے یہ چھ سو کلو میٹر دور نِمبَا کاؤنٹی میں سیٹل (Settle) ہو گئے۔ وہاں رہنے لگ گئے۔ خانہ جنگی کے دوران وہ اپنی والدہ بیوی اور چار بچوں سے بچھڑ گئے۔ اس عرصہ کے دوران ان کے بیوی بچوں کو اطلاع ملی کہ عثمان شریف صاحب فوت ہو چکے ہیں جس پر انہوں نے رو دھو کر صبر کر لیا۔ اس سال عثمان صاحب کو جلسہ سالانہ لائبیریا میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ جلسہ میں ان کی بیوی بھی شامل تھیں۔ چنانچہ جلسہ کے موقع پر عثمان صاحب کی بیوی کی نظر اچانک عثمان صاحب پر پڑی۔ ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی گویا ایک مردہ انسان اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہی ہیں۔ پہلے تو ان کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ عثمان شریف ہیں۔ بہرحال جب انہیں یقین ہوا کہ وہ واقعی عثمان صاحب ہیں تو وہاں جذباتی منظر تھا۔ سب خدا کی حمد و شکر کر رہے تھے کہ احمدیت نے ان کو دوبارہ ملا دیا۔ عثمان صاحب کو بتایا گیا کہ آپ کی جدائی کا آپ کی والدہ کو بہت صدمہ تھا اور وہ اس وقت بیمار ہیں۔ چنانچہ جلسہ کے بعد عثمان صاحب نے اپنی والدہ سے فون پر بات کی تو والدہ نے پہلی بات یہی پوچھی کہ کیا تم نے احمدیت قبول کر لی۔ جب انہوں نے بتایا کہ الحمد للہ میں احمدی ہوں تو بڑی خوشی کا اظہار کیا اور کہنے لگیں کہ اب میں الحمد للہ ٹھیک ہوں اور مجھے کوئی بیماری نہیں ہے۔

(جلسہ سالانہ یوکے 2018ء کے دوسرے روز کا خطاب از الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 22 مارچ 2019ء صفحہ 60)

جلسہ سالانہ میں نماز تہجد کی ادائیگی کا دل پر اثر

بینن سے مبلغ لکھتے ہیں کہ گاؤں 'جیگا' میں جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ اس گاؤں کے ایک دوست دیمو ابوبکر صاحب نے قریبی گاؤں سے جماعت کے جلسہ سالانہ کے بارے میں سنا اور وہاں جانے کا پروگرام بنا لیا۔ جب وہاں کے غیر احمدی امام کو خبر ملی تو اس نے ابوبکر صاحب کو بلا کر بہت سی من گھڑت کہانیاں سنائیں اور کہا کہ اگر ایسے لوگوں کے اجتماع میں جاؤ گے تو مسلمان نہیں رہو گے۔ اس پر انہوں نے اپنا ارادہ بدل دیا۔

چند روز بعد ایک دوسرے گاؤں میں اتفاقاً ان کی ملاقات جماعت کے مشنری تابے قاسم صاحب سے ہوئی جو احباب جماعت کو جلسہ کی برکات کے بارے میں سمجھا رہے تھے۔ اس پر ابوبکر صاحب نے ہمارے مشنری کو کہا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو ہمارے گاؤں کے امام نے ہمیں بتایا ہے کہ تم لوگ اسلام سے دور ہو اور مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہو۔ اس پر مشنری صاحب نے کہا کہ جلسے میں شامل ہو کر خود دیکھ لو۔ پتا لگ جائے گا کہ کون جھوٹا ہے اور کون سچا ہے۔ اگر تم وہاں کوئی بھی غیر اسلامی چیز دیکھو تو تمہارے سفر کے اخراجات ہم ادا کر دیں گے۔ اس پر ابوبکر صاحب تیار ہو گئے اور جلسے پر ساتھ چلے گئے۔ وہاں جا کر جلسے کے ماحول سے بڑے متاثر ہوئے مگر احمدیت قبول نہیں کی اور کہا کہ ایک بات ہے جو میری سمجھ میں نہیں آئی اور اس کا جواب میں اپنے امام سے جا کے پوچھنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ واپس آ کر سیدھا وہ غیر احمدی مولوی کے پاس گئے اور کہا کہ کوئی ایسی نماز بھی ہے جو فجر سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔ غیر احمدی کو یہ نہیں بتایا کہ میں وہاں احمدیوں کے جلسے سے ہو کر آیا ہوں چنانچہ اس غیر احمدی مولوی نے تہجد کی فضیلت پر ایک لمبی تقریر کر دی۔ جب وہ بات ختم کر چکا تو ابوبکر صاحب نے باقی لوگوں کو بھی وہاں بلا لیا اور مولوی کو کہا تم تو ہمیں صرف جھوٹ سکھا رہے تھے۔ میں احمدیوں کے جلسے میں گیا تھا۔ میں نے وہاں ایک بھی غیر اسلامی بات نہیں دیکھی بلکہ مختلف نسلوں کے لوگوں میں جو باہمی محبت میں نے وہاں دیکھی وہ بیان سے باہر ہے۔ ہاں صرف ایک ہی نئی چیز دیکھی ہے اور وہ تہجد تھی۔

چنانچہ ان کے ذریعے سے اس گاؤں میں 255 بیعتیں ہوئیں اور غیر احمدیوں کی مسجد بھی جماعت کو مل گئی اور ایک نئی جماعت کا قیام عمل میں آیا۔

(جلسہ سالانہ یوکے 2012ء کے دوسرے دن کا خطاب از الفضل انٹرنیشنل 5 جون 2020ء صفحہ 7)

احمدیوں کے عقائد کے بارے میں چند جھوٹے دعوے اور ان کے جواب
(قسط اوّل)

ج۔الف۔بٹ کراچی، پاکستان

29اپریل کو لندن میں ہونے والے مباحثہ میں دو مخالف یوٹیوبرز نے جو ہوائی مقدمہ پیش کئے انہیں ہمارے مربیان کرام نے انتہائی عمدگی اور ان کے بڑوں کی تحریروں سے انہی پر الٹ دیا۔ ویڈیو دیکھنے والوں پر مخالفین کے دلائل سے تہی دعوے اور صرف بلند آواز اور تکرار سے ان میں زور پیدا کرنے کی کوشش خوب ظاہر ہوئی اور ہو رہی ہے۔ اس کے باوجود مخالفین کی طرف سے اس کھلی ہار کو کامیابی شمار کرنے کی مزید جھوٹ پر مبنی بہت سی ویڈیوز یوٹیوب پر لگائی گئی ہیں اور ہارنے والوں کی مدح سرائی کی گئی ہے۔ ایک خوش فہم نے تو اپنی ترنگ میں اس مباحثہ کو احمدیوں کے زوال کا آغاز بھی کہہ دیا۔ مباحثہ کے پہلے مقدمہ میں مخالف یوٹیوبر نے جماعتی تحریرات کو توڑ مروڑ کر 12 جھوٹے اور خیالی عقائد جماعت سے منسوب کئے۔ ان کو دہرا کر ان کا بطلان اس مضمون کا موضوع ہے۔

پہلا جھوٹا دعویٰ۔ احمدی عقیدہ ہے کہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں دو بار تشریف لائے ایک دفعہ محمد عربی ﷺ اور دوسری بار حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی شکل میں۔

جواب: احمدی عقیدہ کے اس بیان میں بظاہر فساد کی غرض سے یہ دو بنیادی باتیں شامل نہیں کی گئیں کہ

1۔ اس احمدی عقیدہ کی بنیاد قرآن کریم کی پیش خبری ہے اور

2۔ آنحضرت ﷺ کی دوبارہ بعثت بطور ظل اور بروز کے ہے نہ کہ آپ ﷺ کے بنفسِ نفیس یا کسی دوسرے فرد کی شکل میں دوبارہ آنے کی خبر۔ اس لئے بیان کردہ یہ دعویٰ محض ایک جھوٹا تاثر دینے کے لئے ہے۔

آنحضرت ﷺ کی دو بعثتیں قرآن میں مذکور ہیں: درج ذیل آیات کے مطابق آنحضرت ﷺ کی دو بعثتیں ہیں:

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ (الجمعہ: 3) ترجمہ: وہی ہے جس نے امیین میں انہی میں سے ایک رسول مبعوث کیا۔

پھر اگلی آیت میں فرمایا: وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعہ: 4) ترجمہ: اور انہیں میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ یعنی اوّل بعثت اُمّیّن میں اور دوسری آخرین میں۔

حدیث سے وضاحت: یہ دوسری بعثت جن آخرین میں ہونی تھی ان کی نشان دہی صحیح بخاری کی درج ذیل اس حدیث سے ہو جاتی ہے جس میں آنحضرت ﷺ نے انہیں حضرت سلمان فارسیؓ کے قوم سے قرار دیا:

وَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهٗ عَلٰى سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا ، لَنَالَهٗ رِجَالٌ ، اَوْ رَجُلٌ ، مِّنْ هٰؤُلَاءِ (صحیح بخاری، باب تفسیر القرآن زیر آیت وآخرین منھم لما یلحقوا بھم ---جلد3 ، صفحہ 156، مکتبہ العضیریہ بیروت) ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ سلمان فارسیؓ کے کندھے پر رکھا اور فرمایا اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی چلا جائے گا تو ان میں سے ایک شخص یا چند اشخاص اُسے دوبارہ قائم کر دیں گے۔

مسیح موعود کے بروز ہونے کی حقیقت: حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اپنے ایک ارشاد میں مسیح موعود کے بروز ہونے کی حقیقت کو یوں واضح کیا ہے۔ فرمایا بِزُعْمِ الْعَامَّةِ اَنَّهٗ اِذَا نَزَلَ اِلَى الْاَرْضِ كَانَ وَاحِدًا مِّنَ الْاُمَّةِ كَلَّا بَلْ هُوَ شَرْحٌ لِّاِسْمِ الْجَامِعِ الْمُحَمَّدِيِّ وَ نُسْخَةٌ مُّنْتَسِخَةٌ مِّنْهُ۔ (الخیر الکثیر از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دھلوی۔ صفحہ نمبر 72 مطبوعہ بجنور) ترجمہ: عوام کا خیال ہے کہ مسیح جب زمین کی طرف نازل ہو گا تو صرف ایک امتی ہو گا۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ وہ تو اسمِ جامع محمدیؐ کی پوری تشریح ہو گا اور اس کا دوسرا نسخہ (True Copy) ہو گا۔

ظل اور بروز اسلامی تصور ہے: بزرگانِ سلف کے بہت سے ارشاد ایسے موجود ہیں جو ظل اور بروز کے تصور کے عین اسلامی ہونے کی تائید کرتے ہیں۔ ان میں مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ بھی شامل ہیں جن کا ارشاد ہے کہ ”انبیاء میں جو کچھ ہے وہ ظل اور عکسِ محمدیؐ ہے“۔

(تحذیر الناس از مولانا محمد قاسم نانوتویؒ صفحہ نمبر 53 مطبوعہ مکتبہ قاسم العلوم کورنگی کراچی)

یہ تحریر ماضی اور مستقبل دونوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اور ظلؔ اور بروز کے تخیّل کے اسلامی ہونے پر کافی دلیل ہے۔

بروزی بعثت کی پہلی مثال: یہ سنت الٰہی پہلے بھی ظاہر ہوئی ہے کہ ایک نبی کی دوبار آمد کی خبر دوسرے وجود کے ذریعہ پوری ہوئی ہے۔جیسا کہ بائبل میں حضرت ایلیا ؑ کے آسمان پر جانے اور دوبارہ آنے کی درج ذیل خبریں دی گئیں :

''ایلیا بگولے میں آسمان پر چلا گیا''۔ (2 سلاطین 11:2)

''دیکھو خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر میں ایلیا نبی کو تمہارے پاس بھیجوں گا''۔(ملاکی 5:4)

لیکن یہ خبر بجائے حضرت ایلیا کے دوبارہ آنے کے،حضرت یوحنا (یحییٰ ؑ) کے ذریعہ پوری ہوئی اور حضرت عیسیٰ ؑ نے فرمایا: ''مَیں تم سے کہتا ہوں کہ ایلیا تو آچکا اور انہوں نے اسے نہیں پہچانا''۔(متی باب 17: آیت 12)

ظلّ اور بروز کی حقیقت: ظلّ اور بروز، صاحبِ بروز کی پوری تصویر ہوتا ہے اور اس کے تمام کمالات بروز میں منعکس ہوتے ہیں اور کوئی دوئی باقی نہیں رہتی۔تب بھی وہ ظلّ اور بروز ہی ہوتا ہے اور اصل، اصل ہی رہتا ہے۔ ماضی سے اس کی مثال دیتے ہوئے حضرت مسیح موعود ؑ نے فرمایا: ''جیسا کہ حضرت موسیٰ ؑ کا یشوعا بروز تھا''۔

(ایک غلطی کا ازالہ تحریر فرمودہ 1901ء روحانی خزائن جلد 18 صفحہ نمبر 212 ایڈیشن 2008ء)

حضرت یشوعا، حضرت موسیٰ ؑ کے خلیفہ ضرور تھے لیکن حضرت موسیٰ ؑ ان سے کہیں زیادہ صاحبِ فضیلت اور صاحبِ شریعت نبی تھے اور دونوں ہرگز ہم مرتبہ نہ تھے یوں بروز صاحبِ بروز کے زیادہ سے زیادہ ایک لائق شاگرد کا درجہ رکھتا ہے۔حضرت مسیح موعودؑ اس پیشگوئی کے بروزی اور ظلّی مصداق ہیں: حضرت مسیح موعودؑ نے اس پیشگوئی کا ذکر فرمایا اور خود کو بروزی اور ظلی طور پر ہی اس کا مصداق قرار دیا ہے۔جیسا کہ فرمایا: ''آنحضرت ﷺ کی بروزی آمد کی پہلے ہی سے پیشگوئی ہو چکی تھی اور اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ (جمعہ:4) میں میں یہ وعدہ کیا گیا تھا''۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 41) پس مہدی کے متعلق جو کہا گیا ہے کہ وہ آں حضرت ﷺ کے نام پر آئے گا اس سے یہی مراد ہے کہ وہ ظلّی اور بروزی طور پر آں حضرت ﷺ کا مظہر ہو گا''۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 472 جلد 5)

'اور آیت اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ میں یہ بھی اشارہ ہے کہ ---جو شخص اس جماعت کا امام ہے وہ ظلّی طور پر آنحضرت ﷺ سے مشابہت رکھتا ہے جیسا کہ خود آنحضرت ﷺ نے مہدی موعود کی صفت فرمائی کہ وہ آپ سے مشابہ ہو گا''۔(ایام الصلح روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 307)

''چونکہ آنحضرت ﷺ کا حسب آیت وَ اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ دوبارہ تشریف لانا بجز صورت بروز غیر ممکن تھا اس لئے آنحضرت ﷺ کی روحانیت نے ایک ایسے شخص کو اپنے لئے منتخب کیا جو خلق اور خو اور ہمت اور ہمدردیٔ خلائق میں اس کے مشابہ تھا اور مجازی طور پر اپنا نام احمد اور محمد اس کو عطا کیا۔(تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 263)

''مَیں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبار ظِلّیتِ کاملہ کے۔ مَیں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے''۔

(نزول المسیح روحانی خزائن جلد 18 صفحہ نمبر 381 حاشیہ ایڈیشن 2008)

''مَیں خدا کا ظلّی اور بروزی طور پر نبی ہوں''۔

(تحفۃ الندوہ ،روحانی خزائن جلد 19 صفحہ نمبر 95 ایڈیشن 2008)

'آنحضرت ﷺ کے نام کا مَیں مظہر اتم ہوں یعنی ظلّی طور پر محمدؐ اور احمدؐ ہوں'۔ (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ نمبر 76 حاشیہ ایڈیشن 2008ء)

'میری نبوت آنحضرت ﷺ کی ظل ہے نہ کہ اصلی نبوت'۔

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ نمبر 154 حاشیہ ایڈیشن 2008ء)

دوسرا جھوٹا دعویٰ۔احمدی عقیدہ میں روحانی طور پر حضرت محمد ﷺ کا نام، کام، مقام اور مرتبہ ویسا ہی تھا جیسا مرزا غلام احمد کا نام، کام، مقام اور مرتبہ

جواب: یہ دعویٰ محض جھوٹ ہے۔حقیقت یہ ہے کہ احمدی عقیدہ میں حضرت مسیح موعود ؑ کا مقام اور مرتبہ آں حضرت ﷺ کے ایک امتی، خادم، تابع، اور مطیع کا ہے کہ خود حضرت مسیح موعودؑ نے مقام خاتم النبیین کے تابع اپنے مقام نبوت کو تکرار سے آنحضرت ﷺ کی برکات کا ظل اور اپنے آپ کو ایک کامل مطیع اور فرماں بردار امتی ہونے کے ناطے آنحضرت ﷺ کا بروز کہا۔ اپنے اوپر ان تمام انعاماتِ الٰہیہ کو آپ نے صرف اور صرف اپنے آقا و مطاع آنحضرت ﷺ کا فیضان جانا۔اور ایسا ہی کرنے کی آپ نے ہم احمدیوں کو تعلیم دی ہے۔آپ کی ایسی چند تحریرات درج ذیل ہیں۔

1۔''یہ بات بھی ضرور یاد رکھنی چاہئے اور ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہیئے کہ مَیں باوجود نبی اور رسول کے لفظ سے پکارے جانے کے خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں کہ یہ تمام فیوض بلاواسطہ میرے پر نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شاملِ حال ہے یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ''۔(ایک غلطی کا ازالہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ نمبر 211 ایڈیشن 2008ء)

2۔ ”تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفی ﷺ۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ“۔ (کشتیٔ نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ نمبر 13-14 ایڈیشن 2008ء)

3۔ ”یہ شرف مجھے محض آنحضرت ﷺ کی پیروی سے حاصل ہوا۔ اگر مَیں آنحضرت ﷺ کی امّت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی مَیں کبھی یہ شرف مکالمہ و مخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔ کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں“۔ (تجلیاتِ الٰہیہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ نمبر 411-412 ایڈیشن 2008ء)

4۔ ”اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں شریعت والا نبی کوئی نہیں آ سکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے امّتی ہو۔ پس اسی بناء پر مَیں امّتی بھی ہوں اور نبی بھی“۔
(تجلیاتِ الٰہیہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ نمبر 412 ایڈیشن 2008ء)

5۔ ”وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے“۔
(قادیان کے آریہ اور ہم روحانی خزائن جلد 20 صفحہ نمبر 456 ایڈیشن 2008ء)

6۔ ”مَیں خدا کی کتاب میں عیسیٰ بن مریم کہلایا۔ چونکہ مریم ایک امتی فرد ہے اور عیسیٰ ایک نبی ہے۔ پس میرا نام مریم اور عیسیٰ رکھنے سے یہ ظاہر کیا گیا کہ مَیں امّتی بھی ہوں اور نبی بھی۔ مگر وہ نبی جو اتباع کی برکت سے ظلّی طور پر خدا تعالیٰ کے نزدیک نبی ہے“۔
(براہینِ احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ نمبر 361 ایڈیشن 2008ء)

7۔ ”مَیں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔ اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر مَیں اپنے سیّد و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفی ﷺ کی راہوں کی پیروی نہ کرتا“۔ (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ نمبر 64 ایڈیشن 2008ء)

8۔ ”خدا کی مہر نے یہ کام کیا کہ آنحضرت ﷺ کی پیروی کرنے والا اس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ امّتی ہے اور ایک پہلو سے نبی“۔
(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ نمبر 99-100 حاشیہ ایڈیشن 2008ء)

9۔ ”صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امّتی“۔
(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ نمبر 154 ایڈیشن 2008ء)

10۔ ”خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت ﷺ کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔ اس لئے مَیں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امّتی“۔
(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ نمبر 154 حاشیہ ایڈیشن 2008ء)

11۔ ”مَیں نبی بھی ہوں اور امّتی بھی تا کہ ہمارے سید و آقا کی وہ پیشگوئی پوری ہو کہ آنے والا مسیح امّتی بھی ہو گا اور نبی بھی ہو گا“۔
(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ نمبر 726 نیا ایڈیشن)

تیسرا جھوٹا دعویٰ۔ احمدی عقیدہ ہے کہ مرزا صاحب بعینہٖ محمد ہیں۔ بعینہٖ غیر کا الٹ ہے۔ یعنی حضرت محمد اور مرزا صاحب دو علیحدہ انسان اور وجود نہیں ہیں بلکہ ایک ہی وجود ہیں۔

جواب: احمدی عقیدہ کا یہ بیان محض جھوٹ ہے۔

لفظ بعینہٖ کے معنی ہیں۔ ہوبہو، بالکل ویسا ہی۔ اگر دو افراد کو باہم ہو بہو اور بالکل ایک جیسا کہا جائے تو ان کے دو علیحدہ وجود ہونے کا تشخص ختم نہیں ہو جاتا۔ بلکہ وہ دو علیحدہ انسان ہی رہتے ہیں اور ایک وجود نہیں ہو جاتے۔ اس لئے اس حضرت مسیح موعودؑ کو بعینہٖ آں حضرت ﷺ کہے جانے کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ یہ دونوں وجود واقعتاً ایک ہی ہیں۔

دوسرا جواب: پھر اس جھوٹے بیان میں اس حقیقت کو چھپا لیا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے لئے بعینہٖ محمد رسول اللہ کے الفاظ کا استعمال محض بروزی طور پر ہے اور وہ بھی درجہ کے انتہائی فرق کے ساتھ کہ ایک استاد اور دوسرا شاگرد۔ جیسا کہ اوپر درج تحریروں سے خوب ظاہر ہے۔

تیسرا جواب: حضرت مسیح موعودؑ کا اپنے فنافی الرسول ہونے کا یہ اظہار ویسا ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر یہ فرمانا اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ (فتح 11:48)

ترجمہ: وہ لوگ جو تری بیعت کرتے ہیں وہ صرف اللہ کی بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھ پر ہے۔

وَ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰی (انفال 8: 18)

ترجمہ: اور جب تو نے پتھر پھینکے تھے تو تُو نے نہیں پھینکے تھے بلکہ اللہ نے پھینکے تھے۔

آنحضرت ﷺ کو یوں اللہ کہا جانا بصورتِ بروز ہی ہے اور کوئی اشتباہ پیدا نہیں ہوتا کیونکہ بروز تمام تر اشتراک کے باوجود ایک دوسرا وجود ہی رہتا ہے اور دونوں ایک نہیں ہو سکتے۔حضرت مسیح موعودؑ نے انہی معنوں میں خود کو بروزی طور پر آں حضرت ﷺ کا عین کہا ہے۔

چوتھا جھوٹا دعویٰ۔ احمدی عقیدہ ہے کہ مرزا صاحب کے ساتھی حضرت محمد مصطفی ﷺ کے ساتھی اور صحابی ہیں۔

جواب: یہ دعویٰ جھوٹ ہے کیونکہ احمدیوں کا ایسا کوئی عقیدہ نہیں۔حضرت مسیح موعودؑ کا یہ فرمانا کہ

"صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا"

اور احمدیوں کا حضرت مسیح موعودؑ کے رفقاء کو اصحاب کہنا درج ذیل احادیث کے تحت ہے۔

۱۔صحیح مسلم کی وہ مشہور حدیث جس میں آنے والے مسیح موعود کو چار بار نبی اللہ کہا گیا وہیں آں حضرت ﷺ نے مسیح موعود کے رفقاء کے لئے چار مرتبہ لفظ اصحابہ استعمال فرمایا ہے۔

۲۔انہ سیکون فی اجر ھذہ والامۃ قوم لھم مثل اجر اولھم یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر و یقاتلون اھل الفتن (مشکوٰۃ)

ترجمہ:اس امت کے آخری حصہ میں ایک قوم ہوگی جنہیں صحابہ کا سا اجر و ثواب ملے گا۔وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں گے فتنے والوں کا مقابلہ کریں گے۔

پانچواں جھوٹا دعویٰ۔احمدی عقیدہ ہے کہ مرزا صاحب کی اہلیہ ویسی ہی ام المومنین ہیں جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج امہات المومنین ہیں۔

جواب: یہ دعویٰ جھوٹ ہے کیونکہ احمدیوں کا ایسا کوئی عقیدہ نہیں۔احمدی جب حضرت مسیح موعودؑ کی زوجہ مطہرہ کو ام المومنین کہتے ہیں تو جیسا کہ ظاہر ہے اس سے ان کی مراد سب احمدیوں کی ماں ہوتا ہے۔نہ کہ کچھ اور۔ احمدیوں کے لئے یہ خاتون مقدس اس مقام کی اس لئے بھی حق دار تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ایک الہام میں انہیں صفاتی طور پر ام المومنین حضرت خدیجہؓ سے مشابہ قرار دیا تھا۔ضمناً یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ گزشتہ بزرگان اور افراد سے متعلق خواتین کو بھی ام المومنین کہا جاتا رہا ہے۔

جیسے حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کی والدہ محترمہ (گلدستہ کرامات)
حضرت خواجہ جمال الدین ہانسویؒ کی اہلیہ (اشارات فریدی حصہ اول)
حضرت خواجہ جمال الدین ہانسویؒ کی خادمہ (سیرۃ الاولیا از سید محمد بن مبارک کرمانی)
مہدی سوڈانی کی اہلیہ (المہدیۃ فی الاسلام از سعد محمد حسن)

چھٹا جھوٹا دعویٰ۔ احمدی عقیدہ ہے کہ مرزا صاحب کا چہرہ دیکھنا حضرت محمد ﷺ کا چہرہ دیکھنے کے برابر ہے۔

جواب: یہ دعویٰ جھوٹ ہے کیونکہ احمدیوں کا ایسا کوئی عقیدہ نہیں۔ احمدیوں کا عقیدہ وہی ہے جو خود حضرت مسیح موعودؑ نے بتکرار بیان فرمایا اور جس کے کچھ حوالے اوپر درج ہوئے ہیں۔جن کے مطابق آپ آنحضرت ﷺ کے امتی، غلام اور شاگرد ہیں۔حضرت مسیح موعودؑ کی بروزی بعثت کے تناظر میں ایک احمدی کا بظاہر اس سے زائد شاعرانہ اظہار محض ایک انفرادی رائے ہے اور اسے احمدیوں کا عقیدہ قرار دینا صریح جھوٹ اور بد دیانتی ہے۔پھر جس نظم میں یہ شعر لکھا گیا اس کا اختتام بھی درج ذیل شعر پر ہوتا ہے جس میں خود آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ کے آقا و غلام ہونے کے احمدی مسلک کا اعلان ہے کہ

غلامِ احمدِ مختار ہو کر　　یہ مرتبہ تو نے پایا ہے جہاں میں

ساتواں جھوٹا دعویٰ۔ احمدی عقیدہ ہے کہ مرزا صاحب کے قدموں میں دفن ہونا ایسا ہی ہے جیسا حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں دفن ہونا۔

جواب:یہ دعویٰ جھوٹ ہے کیونکہ احمدیوں کا ایسا کوئی عقیدہ نہیں۔حضرت مسیح موعودؑ کی بروزی بعثت کے تناظر میں اگر کسی احمدی نے ایسا کوئی اظہار کیا بھی ہے تو یہ محض ایک انفرادی رائے ہے اور اسے احمدیوں کا عقیدہ قرار دینا صریح جھوٹ اور بد دیانتی ہے۔

(باقی آئندہ ان شاء اللہ)

آزادیِ اظہارِ رائے: موجودہ ابحاث ونظریات، اور آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ

ایک علمی وتحقیقی مطالعہ

خواجہ عبدالعظیم احمد، یوکے



”اسلام اس بات کی وکالت کرتا ہے کہ مخالفین کے گھٹیا اور پست الزامات کا جواب نہ دیا جائے، کیونکہ ایسا کرنا آپ کو بھی اسی طرح ظالم بنا دے گا۔ اگر آپ معاف کر سکتے ہیں، تو معاف کر دیں؛ یہی بہتر ہے... جہاں اسلام میں اظہارِ رائے کی آزادی اور رواداری موجود ہے، وہاں بنی نوع انسان کا احترام اور بردباری بھی پنہاں ہے۔“

(خطاب حضرت مرزا مسرور احمد ، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقع پریس سمپوزیم۔ بیت الفتوح، 25 مارچ 2006ء مارڈن۔لندن)

آزادیِ اظہارِ رائے (Freedom of Expression) موجودہ دور کا ایک اہم ترین اور کثیر البحث موضوع ہے۔ جدید مغربی فکر اسے ایک مطلق حق کے طور پر پیش کرتی ہے، ماہرین عمرانیات کھلی اور غیر مشروط آزادیِ اظہارِ رائے کو محض ایک قانونی حق کے طور پر نہیں دیکھتے، بلکہ اسے ایک ایسی متحرک طاقت کے روپ میں دیکھتے ہیں جو اقتدار، سماجی ڈھانچوں اور معاشرتی تعلقات کو تشکیل دیتی ہے۔ جمہوریت میں اس کے کردار کو تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ، عمرانیاتی تحقیق ان کئی ایک مسائل کو بھی نمایاں کرتی ہے جو اس وقت جنم لیتے ہیں جب گفتگو پر کسی بھی قسم کی کوئی روک ٹوک نہ ہو۔ اسلامی تناظر میں آزادیِ اظہارِ رائے کا تصور حقوق کے ساتھ ساتھ اخلاقی اور سماجی ذمہ داریوں سے مشروط ہے۔ سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرتِ طیبہ کا گہرا مطالعہ یہ ثابت کرتا ہے کہ آپ ﷺ نے نہ صرف تعمیری تنقید، مشاورت اور اختلافِ رائے کا احترام کیا، بلکہ انسانیت کو شائستگی اور سچائی کے دائرے میں رہ کر اپنی بات کہنے کا وہ حق دیا جس کی مثال تاریخِ انسانی میں نہیں ملتی۔

ذیل میں سیرتِ طیبہ اور اسلامی شریعت کی روشنی میں اس موضوع کا عالمانہ اور حوالہ جات کے ساتھ جائزہ پیش کیا جارہا ہے:

اسلامی فکر میں آزادیِ اظہارِ رائے کا بنیادی تصور

اسلام میں آزادیِ اظہارِ رائے محض ایک سیاسی یا سماجی حق نہیں ہے، بلکہ یہ ”امر بالمعروف ونھی عن المنکر“ (بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا) کے بنیادی فریضے سے جڑا ہوا ہے۔ قرآنِ کریم نے واضح طور پر تعمیری گفتگو اور دلیل کے ساتھ بات کرنے کی ترغیب دی ہے۔

”اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَالۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ وَجَادِلۡھُمۡ بِالَّتِیۡ ھِیَ اَحۡسَنُ“ ترجمہ: اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلائیے اور ان سے ایسے طریقہ سے بحث کیجیے جو سب سے اچھا ہو۔ (سورہ النحل، آیت:126)

قرآنِ کریم نے انتہائی خوبصورت اور جامع انداز میں ایک عام معاشرتی قانون کے طور پر بیان یہ فرمایا ہے۔ وَقُوۡلُوۡا لِلنَّاسِ حُسۡنًا (سورۃ البقرہ، آیت 84) ترجمہ: اور لوگوں سے ہمیشہ اچھی، تعمیری اور حقیقت پر مبنی بات کرو۔ آیت میں ”لِلنَّاسِ“ (سب لوگوں سے) کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ گفتگو کا یہ حسن اور اخلاق صرف اپنوں یا ہم خیال لوگوں تک محدود نہیں، بلکہ معاشرے کے تمام انسانوں کے لیے ہے۔ خواہ ان کا تعلق کسی بھی پس منظر سے ہو۔ جہاں معاشرہ انسان کو بولنے کی آزادی دیتا ہے، وہاں یہ آیت اس آزادی کو ”حسن“ (خوبصورتی اور بھلائی) کے دائرے میں مقید کرتی ہے۔ یعنی زبان کا استعمال نفرت، تضحیک یا اشتعال انگیزی کے بجائے تعمیریت، نرمی اور اصلاح کے لیے ہونا چاہیے۔ عمرانیاتی نقطہ نظر سے اگر معاشرے کا ہر فرد اس قانون پر عمل کرے،

تو زبانی تشدد، نفرت انگیز تقاریر (Hate Speech) اور باہمی تصادم کا خاتمہ ہو جائے اور ایک پر امن اور باوقار معاشرہ جنم لے۔

آزادیِ اظہارِ رائے کو اسلام جہاں ایک جانب اعلیٰ اخلاقی بنیاد پر استوار کرتا ہے، وہیں اس کی ضرورت احتساب و محاسبہ کے حوالے سے بھی تسلیم کرتا ہے۔ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ منبر رسولؐ پر جلوہ افروز تھے اور مدینہ منورہ کے مسلمان آپ کا خطبہ سننے کے لیے مسجد میں جمع تھے۔ بیت المال (مالِ غنیمت) سے اس بار سب مسلمانوں میں ایک ایک یمنی چادر تقسیم کی گئی تھی، اور خلیفۂ وقت حضرت عمرؓ نے بھی وہی چادر زیبِ تن کر رکھی تھی۔حضرت عمرؓ نے خطبے کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا: ”لوگو! میری بات سنو اور میری اطاعت کرو۔“ ابھی آپ کے الفاظ پورے ہی ہوئے تھے کہ مجمعے میں سے ایک عام شہری کھڑا ہوا اور اس نے جرات اور بے باکی سے کہا: ”اے عمر! ہم نہ آپ کی بات سنیں گے اور نہ آپ کی اطاعت کریں گے!“ مسجد میں سناٹا چھا گیا۔ امیر المؤمنینؓ، جن کی ہیبت سے قیصر و کسریٰ کے ایوان کانپتے تھے، نے نہایت دھیمے اور سنجیدہ لہجے میں پوچھا: ”وہ کیوں، اے شخص؟“ اس شخص نے جواب دیا: بیت المال سے جو یمنی چادریں تقسیم ہوئی تھیں، وہ سب کو ایک ایک ملی تھی۔ آپ کا قد لمبا ہے، ایک چادر میں آپ کا کرتہ نہیں بن سکتا تھا۔لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ نے پورا کرتہ پہنا ہوا ہے، جس کا مطلب ہے کہ آپ نے دو چادریں لی ہیں۔ جب تک آپ اس کا جواب نہیں دیں گے، ہم آپ کی بات نہیں سنیں گے۔“

یہ تھا وہ بے لاگ احتساب جہاں ایک عام شہری وقت کے حکمران کا گریبان پکڑ سکتا تھا۔حضرت عمر فاروقؓ نے غصہ کرنے یا برہم ہونے کے بجائے اپنے بیٹے کی طرف دیکھا اور پکارا: ”اے عبد اللہ بن عمرؓ!“ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مجمعے میں سے کھڑے ہوئے۔حضرت عمرؓ نے فرمایا: ”اس شخص کو جواب دو۔“ حضرت عبد اللہؓ نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: ”امیر المؤمنین کا قد لمبا ہے اور جو چادر ان کے حصے میں آئی تھی، وہ ان کے پورے کرتے کے لیے کافی نہیں تھی۔ چونکہ وہ خلیفہ ہیں اور انہیں لوگوں کے سامنے جانا ہوتا ہے، اس لیے میں نے اپنے حصے کی چادر اپنے والد کو تحفے میں دے دی تھی، تاکہ ان کا پورا کرتہ تیار ہو سکے۔“ جب یہ حقیقت سامنے آئی تو وہ اعتراض کرنے والا شخص مطمئن ہو گیا اور اس نے بآوازِ بلند کہا: ”امیر المؤمنینؓ! اب آپ فرمائیے، ہم آپ کی بات سنیں گے بھی اور آپ کی اطاعت بھی کریں گے۔“

(مَنَاقِبُ اَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، الامام ابو الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجوزي، صفحه ٣٨٤،٢٨٤ المجلس الأعلى للشؤون الاسلامية - مملكة البحري، الطبعة الأولى ٢٠١٣ء)

نبوی عہد میں اختلافِ رائے کا احترام اور حوصلہ افزائی

آنحضرت ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو یہ تربیت دی تھی کہ وہ دینی امور (جہاں وحی الٰہی نازل نہ ہوئی ہو) اور دنیوی معاملات میں اپنی رائے کا آزادانہ اظہار کریں۔ آپ ﷺ نے کبھی بھی اپنی شخصی ہیبت کو دوسروں کی رائے دبانے کے لیے استعمال نہیں فرمایا۔

- ایک مرتبہ ایک شخص بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ کا جلال اور نبوت کی ہیبت دیکھ کر وہ شخص خوف زدہ ہو گیا اور اس پر کپکپی طاری ہو گئی۔ رحمتِ عالم ﷺ نے جب اس کی یہ حالت دیکھی، تو آپ ﷺ نے نہایت شفقت، نرمی اور سادگی سے اس کا خوف دور کرتے ہوئے فرمایا: هَوِّنْ عَلَيْكَ، فَإِنِّي لَسْتُ بِمَلِكٍ، إِنَّمَا أَنَا ابْنُ امْرَأَةٍ كَانَتْ تَأْكُلُ الْقَدِيدَ۔ ترجمہ: ”اپنے اوپر نرمی کرو (گھبراؤ نہیں)، میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں۔ میں تو بس ایک ایسی عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا ہوا گوشت کھایا کرتی تھی۔ (اور جو بات تم کرنے آئے ہو، بلا جھجک وہ کرو)۔“

”القدید“ عربی میں اس گوشت کو کہتے ہیں جسے نمک لگا کر دھوپ میں سکھا لیا جاتا تھا، اور یہ اس دور میں عرب کے غریب اور عام لوگ خوراک کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے یہ فرما کر ثابت کر دیا کہ آپ ﷺ تمام تر عظمت کے باوجود خود کو ایک عام انسان کے برابر ہی پیش فرماتے ہیں۔ اور آپ کے سامنے ہر ایک کو مافی الضمیر بیان کرنے کی کھلی اجازت ہوتی تھی۔

- ایک بار آپ پر کسی نے ناانصافی کا الزام لگایا، اس پر بھی آپ نے اس کو خندہ پیشانی سے جواب دیا۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے۔حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب غزوۂ حنین کا موقع تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے مالِ غنیمت کی تقسیم میں کچھ لوگوں (تالیفِ قلب کے لیے قریش کے نومسلموں) کو ترجیح دی۔ اس پر ایک شخص نے اعتراض کرتے ہوئے کہا: ”اللہ کی قسم! اس تقسیم میں انصاف نہیں کیا گیا، اور نہ ہی اس سے اللہ کی رضا مقصود ہے۔“

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے (جب یہ جملہ سنا تو) کہا کہ اللہ کی قسم! میں رسول اللہ ﷺ کو اس کی ضرور خبر دوں گا۔ چنانچہ میں

آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو اس بات کی اطلاع دی۔ جب آپ ﷺ نے یہ سنا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اللہ اور اس کا رسول بھی انصاف نہیں کریں گے، تو پھر اور کون انصاف کرے گا؟''

غزوۂ بدر اور انفرادی صائب رائے کا احترام

حضرت عمر بن قتادہؓ نے اور حضرت عبداللہ بن ابی بکرؒ وغیرہ ہمارے علماء نے غزوۂ بدر کے واقعات میں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ ارادہ کیا کہ قریش سے پہلے پانی پر پہنچ جائیں۔ چنانچہ جب سب سے پہلا پانی مقامِ بدر کا ملا اور حضرت وہاں اترے تو حضرت حباب بن منذر بن جموحؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام میں جو اللہ نے آپ کو اتار دیا ہے کیا ہم کو اختیار نہیں ہے کہ یہاں سے آگے بڑھیں یا پیچھے ہٹیں یا رائے صائب اور لڑائی کے طریقے جس بات کو مقتضی ہوں اس کے کرنے کا ہمیں اختیار ہے۔ اللہ نے فرمایا ہاں رائے صائب اور لڑائی کے طریقے جس بات کو مقتضی ہوں اس کے کرنے کا اختیار ہے۔ پس حضرت حبابؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اس مقام کو منزل نہ بنایئے بلکہ یہاں سے چلئے یہاں تک کہ جس قدر کنویں ہیں سب آپ کی پس پشت رہ جائیں پھر جس قدر کنویں ہیں سب کا پانی خشک کر دیا جائے سوا ایک کنویں کے اور اس کنویں پر ایک حوض بنوا دیجئے تا کہ ہم کافروں سے لڑیں ہمیں پانی پینے کو ملے اور ان لوگوں کو نہ ملے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے درمیان میں فیصلہ کر دے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے عمدہ رائے بتائی پھر آپ نے ایسا ہی کیا۔

غزوہ احد میں اکثریتی رائے کا احترام

غزوہ احد کے موقع پر آپ ﷺ کی ذاتی رائے یہ تھی کہ مدینہ کے اندر رہ کر دفاعی جنگ لڑی جائے، جبکہ نوجوان صحابہ کی اکثریت مدینہ سے باہر نکل کر لڑنے کی خواہش مند تھی۔ آپ ﷺ نے اپنے مقامِ نبوت اور منصبِ قیادت کے باوجود نوجوانوں کی رائے کو ترجیح دی اور مدینہ سے باہر تشریف لے گئے۔ یہ واقعہ اس بات کی روشن دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے آزادیِ اظہار اور شوریٰ کو کتنی اہمیت دی۔

غزوۂ خندق (غزوۂ احزاب) اور آزادیِ رائے کے مظاہر

سن 5 ہجری مدینہ کی اسلامی ریاست کے لیے ایک وجودی خطرہ بن کر ابھرا تھا، جب دس ہزار کے لشکرِ جرار نے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ اس کٹھن گھڑی میں بھی سائنسی، جنگی اور سفارتی حکمتِ عملی پر کھل کر بات کرنے کی شاندار مثالیں ملتی ہیں۔

- اس سلسلے میں پہلا نمایاں واقعہ حضرت سلمان فارسیؓ کا مشورہ ہے۔ اس دور میں عربوں کے ہاں دفاع کے روایتی طریقے، جیسے کھلے میدان میں لڑنا یا پہاڑیوں کی اوٹ لینا ہی معروف تھے۔ جب شہر پر حملے کا خطرہ منڈلا رہا تھا، تو حضرت سلمان فارسیؓ نے روایات سے ہٹ کر، غیر جانبدارانہ اور آزادانہ طور پر ایک ایسا مشورہ دیا جو عربوں کے لیے بالکل نیا تھا، یعنی شہر کے گرد خندق کھودنا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی اس آزاد رائے کو بلا جھجک قبول کیا، حالانکہ یہ عرب کا مقامی طریقہ نہیں تھا بلکہ فارس کی جنگی حکمتِ عملی سے ماخوذ تھا۔ یہ واقعہ اس امر کی واضح دلیل ہے کہ تعمیری اور مفید رائے خواہ کسی بھی پس منظر یا ثقافت سے آئے، اگر وہ معاشرے کے مفاد میں ہو تو اسے اعلیٰ ترین سطح پر اہمیت دی جانی چاہیے۔
- اسی غزوے کے دوران آزادیِ رائے کا دوسرا یادگار پہلو انصار کے سرداروں کا موقف ہے، جو سفارتی اور معاشی حکمتِ عملی پر آزادانہ گفتگو کی عکاسی کرتا ہے۔ جب محاصرہ طویل ہو گیا اور مدینہ کے باسی شدید معاشی و نفسیاتی دباؤ کا شکار ہوئے، تو نبی کریم ﷺ نے دشمن کے اتحاد کو توڑنے کے لیے ایک تدبیر پر غور فرمایا۔ آپ ﷺ کی سوچ یہ تھی کہ کفار کے اتحادی قبیلے، بنو غطفان کو مدینہ کی کل پیداوار کی ایک تہائی کھجوریں دے کر صلح کر لی جائے تا کہ وہ محاصرہ چھوڑ کر واپس چلے جائیں۔ جب آپ ﷺ نے اس نازک سیاسی معاملے پر انصار کے دو سرداروں، حضرت سعد بن معاذؓ اور حضرت سعد بن عبادہؓ سے مشورہ کیا، تو انہوں نے کسی مصلحت یا مرعوبیت کا شکار ہوئے بغیر کھل کر سوال کیا: ''یا رسول اللہ! کیا یہ اللہ کا حکم (وحی) ہے جس پر ہمیں سرِ تسلیم خم کرنا ہے، یا یہ آپ کی ذاتی رائے اور ہمارے لیے ایک جنگی تدبیر ہے؟'' آپ ﷺ نے انتہائی درجے کی رواداری کا ثبوت دیتے ہوئے جواب دیا کہ یہ وحی نہیں، بلکہ صرف ایک تدبیر ہے جو میں نے تمہاری آسانی کے لیے سوچی ہے۔ اس وضاحت کے بعد انصار کے سرداروں نے اپنے سخت اور آزادانہ موقف کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہم جاہلیت کے دور میں بھی ان قبیلوں کو کبھی معاشی دباؤ کی وجہ سے مفت اناج نہیں دیتے تھے، اب تو اللہ نے ہمیں اسلام کی دولت اور عزت سے نوازا ہے، لہٰذا ہم ان کو کھجوریں نہیں بلکہ صرف تلوار دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے فیصلے پر اصرار کرنے کے بجائے، ان کے اس جرات مندانہ اور آزادانہ موقف کو خندہ پیشانی سے قبول کیا اور معاہدے کا ارادہ فوراً ترک کر دیا۔

صلحِ حدیبیہ اور جذباتی بحران میں رائے کا احترام

غزوۂ خندق کے بعد، سن 6 ہجری میں پیش آنے والا صلحِ حدیبیہ کا واقعہ بظاہر مسلمانوں کے لیے ایک انتہائی مشکل، مایوس کن اور شدید جذباتی دباؤ کا وقت تھا، لیکن اس موقع پر بھی سخت ترین حالات کے باوجود صحابہ کرام پر رائے کے اظہار پر کوئی پابندی نہیں لگائی گئی۔

اس واقعے کا پہلا رخ حضرت عمر فاروقؓ کی کھل کر گفتگو کرنے کی جرات ہے۔ جب صلح کی شرائط طے پا رہی تھیں، جو بظاہر قریشِ مکہ کے حق میں اور مسلمانوں کے خلاف لگ رہی تھیں (جیسے مکہ سے مدینہ آنے والے مسلمانوں کو واپس کرنا اور اس سال عمرہ کیے بغیر لوٹ جانا)، تو صحابہ کرامؓ شدید اضطراب اور صدمے میں تھے۔ اس شدید جذباتی عالم میں حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے جا کر اپنے گہرے خدشات اور متبادل رائے کا برملا اظہار کیا۔ انہوں نے نہایت دلسوزی اور جرات سے پوچھا: ”کیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں؟ تو پھر ہم اپنے دین کے معاملے میں یہ پستی کیوں اختیار کر رہے ہیں؟“ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ کے اس سخت، دوٹوک اور بظاہر اختلافی سوال پر کسی قسم کی ناراضگی یا عتاب کا اظہار نہیں فرمایا، بلکہ انتہائی تحمل اور شفقت سے ان کی بات سنی اور جواب دیا کہ ”میں اللہ کا رسول ہوں اور وہ مجھے کبھی ضائع نہیں کرے گا۔“ یہ واقعہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ نازک ترین سیاسی حالات میں بھی، ماتحتوں کو اعلیٰ قیادت کے سامنے اپنے تحفظات اور اختلافِ رائے پیش کرنے کی پوری آزادی حاصل ہونی چاہیے اور قیادت کو اسے غداری یا نافرمانی کے بجائے انسانی فطرت کا حصہ سمجھنا چاہیے۔

صلحِ حدیبیہ کا دوسرا اور انتہائی دور رس واقعہ حضرت ام سلمہؓ کا مشورہ ہے، جو اسلامی تاریخ میں خواتین کی رائے کی آزادی اور ان کی سیاسی بصیرت کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔ صلح کا معاہدہ مکمل ہونے کے بعد، جب رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ وہ اپنے عمرے کا احرام کھول دیں، اپنی قربانیاں یہیں ذبح کریں اور سر منڈوالیں، تو شدید صدمے اور غم کی وجہ سے صحابہ اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ وہ اس امید میں تھے کہ شاید وحی کے ذریعے یہ بظاہر دباؤ والا معاہدہ بدل جائے اور انہیں مکہ جانے کی اجازت مل جائے۔ آپ ﷺ نے تین بار یہ حکم دہرایا، لیکن اضطراب کی شدت کی وجہ سے کسی نے تعمیل نہ کی۔ آپ ﷺ شدید پریشانی کے عالم میں اپنی زوجہ مطہرہ حضرت ام سلمہؓ کے خیمے میں تشریف لے گئے اور باہر کی صورتحال کا تذکرہ کیا۔ اس موقع پر حضرت ام سلمہؓ نے ایک نہایت صائب، حکیمانہ اور نفسیاتی تدبیر پر مبنی مشورہ دیا۔ انہوں نے کہا: ”یا رسول اللہ! آپ اس وقت کسی سے کچھ نہ کہیں، بس خود باہر تشریف لے جائیں، کسی سے بات کیے بغیر اپنی قربانی ذبح کریں اور حجام کو بلا کر سر منڈوالیں۔“ رسول اللہ ﷺ نے ایک خاتون کی اس رائے کو کم تر سمجھنے کے بجائے، اس کی گہرائی کو تسلیم کیا اور اس پر فوراً عملدرآمد کیا۔ جب صحابہ نے اپنے قائد کو خود عملی طور پر احرام کھولتے دیکھا، تو ان کا انتظار ختم ہو گیا اور وہ سب بھی فوراً اپنی قربانیاں ذبح کرنے اور سر منڈوانے لگے۔ یہ واقعہ نہ صرف بحرانی کیفیت میں آزادیِ اظہارِ رائے کا امین ہے بلکہ یہ بھی ثابت کرتا ہے کہ اسلام میں خواتین کی سماجی، نفسیاتی اور سیاسی بصیرت پر مبنی رائے کو معاشرتی فیصلوں میں کتنی اعلیٰ اور فیصلہ کن اہمیت دی گئی ہے۔

فتحِ مکہ: آزادیِ اظہارِ رائے اور حقِ اختلاف کا تاریخی منشور

تاریخِ اسلام میں فتحِ مکہ محض ایک شہر کی فتح یا سیاسی غلبے کا دن نہیں تھا، بلکہ یہ انسانی حقوق، رواداری اور سب سے بڑھ کر آزادیِ اظہارِ رائے اور حقِ اختلاف کی سربلندی کا ایک عظیم الشان مظہر بھی تھا۔ اس تاریخی دن جہاں ایک طرف رسول اللہ ﷺ نے ”عام معافی“ کا اعلان فرما کر دشمنوں کے دل جیت لیے، وہی دوسری طرف عام لوگوں، حتیٰ کہ سخت ترین مخالفین کو بھی اپنی بات کہنے، سوال کرنے اور اختلاف کرنے کی مکمل آزادی دی گئی۔ اس سلسلے میں چند نمایاں اور روشن مثالیں درج ذیل ہیں:

ا۔ حضرت ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کا اظہارِ خیال اور مکالمہ

فتحِ مکہ سے قبل، جب لشکرِ اسلام مکہ کی طرف بڑھ رہا تھا، تو حضرت ابو سفیانؓ (جو اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے) اسلامی فوج کی شوکت دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت عباس (رضی اللہ عنہ) سے کہا:

”اے عباس! تمہارے بھتیجے کی بادشاہت تو آج بہت بڑی ہو گئی ہے۔“ حضرت عباس نے فوراً ان کی تصحیح کرتے ہوئے فرمایا: ”یہ بادشاہت نہیں، بلکہ نبوت ہے۔“ اس پر حضرت ابوسفیانؓ نے کھلے دل سے اپنی رائے کا اظہار کیا اور کہا: ”ہاں، پھر تو ٹھیک ہے (اگر نبوت ہے تو پھر کوئی اعتراض نہیں)۔“ بعد ازاں، جب وہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے، تو شروع میں ان کے اندر موجود ہچکچاہٹ اور تحفظات کو سختی سے نہیں دبایا گیا، بلکہ انہیں اپنی بات کہنے کا پورا موقع ملا اور ان کی سماجی حیثیت کا لحاظ رکھتے ہوئے ان کے گھر کو جائے امن قرار دیا گیا۔

۲۔ خواتین کی بیعت کے موقع پر ہند کا جرأت مندانہ اختلاف

فتح مکہ کے بعد جب خواتین رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کے لیے جمع ہوئیں، تو ان میں حضرت ابو سفیانؓ کی زوجہ ہند بنتِ عتبہ بھی (نقاب اوڑھے) شامل تھیں، جو ماضی میں اسلام کی شدید ترین مخالف رہی تھیں۔ بیعت کی شرائط کے دوران انہوں نے جس جرأت کے ساتھ سوال اور اختلاف کیا، وہ تاریخ کا حصہ ہے:

پہلا موقع: جب رسول اللہ ﷺ نے بیعت کی شرط رکھی کہ ''تم چوری نہیں کرو گی''، تو ہند نے فوراً ٹوکتے ہوئے کہا: یا رسول اللہ! ابو سفیانؓ ایک کنجوس انسان ہیں، اگر میں ان کے مال میں سے ان کی اجازت کے بغیر کچھ لے لوں (تا کہ گھر کا خرچ چل سکے) تو کیا یہ بھی چوری ہے؟'' (ابو سفیانؓ وہاں موجود تھے، لیکن اس کھلے اظہار پر ہند کو کوئی سزا نہیں دی گئی، بلکہ آپ ﷺ مسکرا دیے اور ابو سفیانؓ نے اس کی اجازت دے دی)۔

دوسرا موقع: جب آپ ﷺ نے اگلی شرط پڑھی کہ ''تم اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گی''، تو ہند نے ماضی کے زخموں کا حوالہ دیتے ہوئے ایک انتہائی تلخ بات کہی: ''ہم نے تو انہیں بچپن میں پالا پوسا، لیکن جب وہ جوان ہوئے تو آپ نے انہیں جنگِ بدر میں قتل کر دیا''

ایک ایسے موقع پر جب مسلمان فاتح تھے اور مکہ مکمل طور پر ان کے زیرِ اثر تھا، اتنی سخت اور تلخ بات پر بھی نہ تو ہند کو خاموش کرایا گیا اور نہ ہی کوئی سزا دی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی بات کو سنا اور تحمل کا مظاہرہ فرمایا۔ یہ اظہارِ رائے کی وہ اعلیٰ ترین سطح ہے جس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

۳۔ حضرت سعد بن عبادہ (رضی اللہ عنہ) کے بیان کی اصلاح

مکہ میں داخلے کے وقت، انصار کے ایک جلیل القدر سردار اور لشکر کے علمبردار حضرت سعد بن عبادہ (رضی اللہ عنہ) نے جوشِ ایمانی میں آ کر یہ نعرہ بلند کیا: ''اَلْیَوْمَ یَوْمُ الْمَلْحَمَةِ..'' (آج قتل و غارت کا دن ہے، آج مکہ (مشرکین کے لیے) حلال کر دیا جائے گا)۔ جب حضرت ابو سفیانؓ نے اس جارحانہ نعرے کی شکایت رسول اللہ ﷺ سے کی، تو آپ ﷺ نے حضرت سعدؓ کی اس ذاتی رائے اور نعرے کو فوراً رد فرما دیا۔ آپ ﷺ نے ان پر کوئی پابندی تو نہیں لگائی، لیکن ان کی رائے کی اصلاح کرتے ہوئے فرمایا: سعدؓ نے غلط بات کہی ہے، بلکہ یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ کعبہ کی عظمت (وحرمت) کو مزید بڑھائے گا، اور یہ وہ دن ہے جس میں کعبہ کو (نیا) غلاف پہنایا جائے گا۔

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام میں آزادیِ اظہارِ رائے کا حق سب کو حاصل ہے، لیکن اگر کوئی رائے پبلک پالیسی، امن اور انسانیت کے خلاف ہو، تو حاکمِ وقت دلیل اور حکمت کے ساتھ اس کی اصلاح کرتا ہے۔

حکمرانوں پر تنقید کا حق (احتساب کا تصور)

آنحضرت ﷺ نے معاشرے کے عام افراد کو یہ حق دیا کہ وہ قائدین اور حکمرانوں کے فیصلوں پر تعمیری تنقید کر سکیں بلکہ اس کو افضل جہاد قرار دیا۔۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے: ''اَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ '' اَوْ '' اَمِيرٍ جَائِرٍ''سب سے افضل جہاد ظالم جابر سلطان یا حکمران کے سامنے کلمۂ حق کہنا ہے۔

ذاتی و شخصی معاملات اور اظہارِ رائے کی آزادی

اظہارِ رائے کی آزادی کا تعلق انسان کے ذاتی و شخصی معاملات میں بھی بہت اہم ہے۔ آپ ﷺ نے خود بھی عام لوگوں کے سوالات اور اعتراضات کا جواب ہمیشہ نرمی اور دلائل سے دیا۔ ایک مرتبہ ایک بدو نے آپ ﷺ سے سخت لہجے میں اپنے قرض کا تقاضا کیا، تو صحابہ کرام اسے سزا دینے کے لیے لپکے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کو روکتے ہوئے فرمایا: ان لصاحب الحق مقالاً ''اسے چھوڑ دو، کیونکہ جس کا حق ہو اسے بات کہنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔''

سیرتِ طیبہ کا مطالعہ بتاتا ہے کہ اسلام نے نہ صرف سیاسی، عسکری اور سماجی معاملات (جیسے غزوۂ بدر و احد کی مشاورتی مثالیں) میں رائے کا احترام کیا، بلکہ انفرادی، گھریلو اور شخصی زندگی میں بھی ہر انسان کو اپنی پسند، ناپسند اور فیصلے کا پورا حق دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے واضح حکم دیا کہ کسی بھی خاتون (خواہ وہ کنواری ہو یا بیوہ) کی مرضی اور اجازت کے بغیر اس کا نکاح نہ کیا جائے۔ یہاں تک کہ جب ایک خاتون (حضرت بریرہؓ) نے اپنے شوہر کے پاس دوبارہ جانے کے متعلق آپ ﷺ کی ذاتی سفارش پر عرض کیا: ''یا رسول اللہ! کیا یہ آپ کا حکم ہے؟'' تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تو صرف سفارش کر رہا ہوں''۔ اس پر انہوں نے اپنی شخصی آزادی کے تحت معذرت کر لی اور آپ ﷺ نے ان کے اس ذاتی فیصلے کا پورا احترام فرمایا۔

آزادیِ اظہارِ رائے کی حدود: اسلامی اور مغربی نقطۂ نظر کا فرق

جدید دنیا میں جہاں آزادیِ اظہار کو ایک بنیادی حق مانا جاتا ہے، وہیں دنیا کا کوئی بھی قانون اس کو بالکل ''مطلق'' تسلیم نہیں کرتا۔ ہر معاشرے میں ہتکِ عزت (Defamation)، نفرت انگیز تقریر (Hate

Speech) اور قومی سلامتی کے خلاف بات کرنے پر پابندی ہوتی ہے۔ اسلامی شریعت میں آزادیِ اظہارِ رائے کی حدود درج ذیل اصولوں پر قائم ہیں:

پہلا اصول: توہین اور تمسخر کی ممانعت

آزادیِ اظہار کے نام پر کسی کی تذلیل، تمسخر یا ہتکِ عزت کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ قرآنِ کریم فرماتا ہے: ''یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ'' اے ایمان والو! کوئی قوم کسی قوم کا تمسخر نہ اڑائے۔: (سورہ الحجرات، آیت:12)

دوسرا اصول: مقدسات کی توہین سے گریز

اسلام نے دوسروں کے جذبات کا احترام سکھایا ہے، یہاں تک کہ غیر مسلموں کے جھوٹے معبودوں کو بھی برا بھلا کہنے سے منع کیا ہے تا کہ معاشرے میں اشتعال انگیزی نہ پھیلے۔

''وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدْوًا بِغَیْرِ عِلْمٍ'' اور جنہیں یہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں تم انہیں گالی نہ دو، پھر وہ حد سے گزر کر جہالت کی بنا پر اللہ کو گالی دیں گے۔ (سورہ الانعام، آیت109)

تیسرا اصول: جھوٹ اور فتنہ انگیزی (Disinformation) کی ممانعت

اظہارِ رائے کا حق سچائی کے فروغ کے لیے ہے، نہ کہ افواہیں اور فتنہ پھیلانے کے لیے۔ ''یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اِنْ جَاءَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْا'' اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو۔ (سورہ الحجرات، آیت:7)

اظہارِ رائے کا بنیادی مقصد سچائی کا فروغ، مظلوم کی حمایت اور معاشرے کی فلاح ہونا چاہیے، نہ کہ جھوٹی افواہیں، فتنہ اور دجل و فریب پھیلانا۔ اسلام نے دروغ گوئی اور فتنہ انگیزی کی سختی سے ممانعت کی ہے کیونکہ یہ کسی بھی معاشرے کے امن، یکجہتی اور باہمی اعتماد کو دیمک کی طرح چاٹ جاتی ہیں۔ قرآنِ کریم نے افواہوں کی تصدیق کے بغیر انہیں آگے پھیلانے والوں کی سخت مذمت کی ہے اور حکم دیا ہے کہ جب کوئی خبر پہنچے تو پہلے اس کی خوب تحقیق کر لی جائے، تا کہ نادانی میں کسی کو نقصان نہ پہنچے۔ اظہارِ رائے کی آڑ میں دانستہ طور پر من گھڑت کہانیاں، جھوٹا پروپیگنڈا یا فتنہ انگیزی (Disinformation) پھیلانا ایک سنگین سماجی اور اخلاقی جرم ہے، جو معاشرتی انتشار کا سبب بنتا ہے۔ لہٰذا، زبان اور قلم کی آزادی کا حق صرف اسی وقت تک برقرار رہتا ہے جب تک اس کا تعلق سچ اور دیانت داری سے ہو؛ جہاں یہ حق جھوٹ اور فتنے کا آلہ کار بن جائے، وہاں یہ آزادی نہیں بلکہ سراسر فتنہ پروری اور تباہی ہے۔

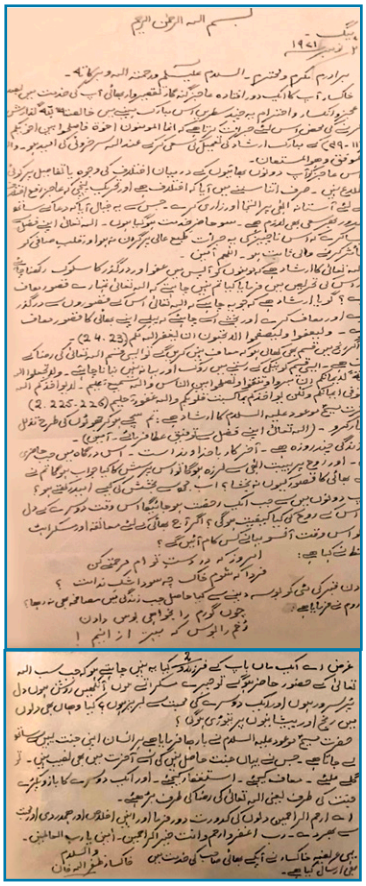
اختتامیہ

حاصلِ کلام یہ ہے کہ آزادیِ اظہارِ رائے جہاں جدید عمرانیاتی اور فلسفیانہ ابحاث میں سماجی ترقی، مظلوم طبقات کی آواز اور استبداد کے خلاف ایک ناگزیر ''نظامِ تنفس'' کی حیثیت رکھتی ہے، وہاں اسے کسی ضابطے اور اخلاقی حدود کے بغیر 'مطلق' چھوڑ دینا معاشرتی انتشار، نفسیاتی حملوں اور ''پیغامی جرائم'' (Message Crimes) کو جنم دیتا ہے جو بالآخر کمزور طبقات ہی کو خاموش کرنے کا باعث بنتا ہے۔ جدید مغربی فکر آج جس فکری بحران اور مسخ شدہ آزادیِ اظہار (Degraded Free Speech) کا سامنا کر رہی ہے، اس کا ایک متبادل، متوازن اور پائیدار حل چودہ سو سال قبل سیرتِ طیبہ اور اسلامی شریعت نے عملی طور پر قائم کر کے دکھایا تھا۔ عہدِ نبوی اور خلافتِ راشدہ کے تاریخی شواہد اس بات کے گواہ ہیں کہ اسلام نے نہ صرف انفرادی، معاشی، عسکری اور سیاسی امور میں جرات مندانہ اختلافِ رائے، تعمیری تنقید اور مشاورت کا ایک ایسا بیباک کلچر متعارف کروایا جہاں ایک عام شہری بھی خلیفہ وقت کا احتساب کر سکتا تھا، بلکہ اس نے خواتین اور معاشرے کے پسے ہوئے طبقات کو بھی اپنی رائے کے برملا اظہار کا مکمل حق دیا۔ تاہم، اسلام اس حق کو شترِ بے مہار نہیں بناتا، بلکہ اسے سچائی، دیانت داری اور باہمی احترام کے اعلیٰ ترین اخلاقی دائرے میں مقید کر کے دوسروں کی تذلیل، مقدسات کی توہین اور جھوٹی افواہوں (Disinformation) کی ممانعت کرتا ہے۔ اگر موجودہ دور کے عوامی اور علمی مباحثوں کو تعمیری، پرامن اور انسانیت کے لیے نفع بخش بنانا ہے، تو عالمی سطح پر آزادیِ اظہارِ رائے کے تصور کو اسی نبوی منہجِ اخلاق اور اصولِ حسنہ کے تحت استوار کرنا ہوگا، جہاں زبان اور قلم کو معاشرتی غلبے کا ہتھیار بنانے کے بجائے سچائی، عدل اور انسانی وقار کے تحفظ کا ضامن بنایا جا سکے۔

یہ زندگی چند روزہ ہے

حضرت چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کا ایک تربیتی خط

یہ ہمارے قریبی جاننے والے دو بھائیوں کا واقعہ ہے۔ دونوں بھائی بہت پیار محبت سے رہا کرتے تھے۔ کسی بات پر آپس میں ناچاقی ہوگئی اور بات اتنی بڑھ گئی کہ ایک دوسرے سے نہ ملتے اور کلام بھی نہ کرتے تھے۔ اسکا پورے خاندان کے تعلقات پر اثر ہو رہا تھا۔ بعض ہمدردوں نے حضرت چودھری صاحب سے ذکر کیا اور دعا کیلئے درخواست کی۔ حضرت چودھری صاحب رضی اللہ عنہ نے دعا کے ساتھ دوا کا حربہ استعمال کیا اور درج ذیل خط لکھا۔ خط کی تحریر میں پیارے انداز میں دونوں بھائیوں کو صلح کی طرف توجہ دلائی اور ایک دوسرے کے قصور معاف کرنے کی بہت مؤثر انداز میں نصیحت فرمائی۔ دونوں بھائیوں کو ایک مضمون کا خط اکٹھا ملا۔ دونوں بھائی اُسی وقت ایک دوسرے سے بغل گیر ہو کر ملے، بہت روئے اور سب پرانے شکوے دور کر کے ایک دوسرے سے معافی کے طلبگار ہوئے۔ اور خدا سے بھی اپنے لئے معافی مانگی۔ الحمد للہ دونوں بھائی اسکے بعد تا حیات دوبارہ پیار و محبت سے رہنے لگے اس سے ایک چیز واضح ہے کہ دعا کے ساتھ ممکنہ تدبیر بھی کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس نصیحت پر عمل کرنے کی توفیق دے اور اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔ (مرسلہ ڈاکٹر حامد اللہ خان صاحب)



ہیگ۔ 2/ نومبر 1971ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادرم مکرم و محترم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

خاکسار آپ کا ایک دور افتادہ عاجز گنہ گار تقصیر وار بھائی آپ کی خدمت میں بعد عجز و انکسار و احترام یہ چند سطریں اس مبارک مہینے میں خالصتہً للہ گذارش کرنے کی محض اس لئے جرأت کرتا ہے کہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ (11: 49) کے مبارک ارشاد کی تعمیل کی سعی کر کے عند اللہ سرخروئی کی امید ہو۔ وَ اللّٰهُ الْمُوَفِّقُ وَ هُوَ الْمُسْتَعَانُ۔

اس عاجز کو آپ دونوں بھائیوں کے درمیان اختلاف کی وجوہ یا تفاصیل پر کوئی اطلاع نہیں۔ صرف اتنا سنے میں آیا کہ اختلاف ہے اور تحریک پہنچی کہ عاجز رفع اختلاف کے لئے آستانہ ءالٰہی پر التجا اور زاری کرے جس سے یہ خیال آیا کہ دعا کے ساتھ مقدور بھر سعی بھی لازم ہے۔ سو حاضرِ خدمت ہو گیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ایسا کرے کہ اس ناچیز کی یہ جرأت طبع عالی پر گراں نہ ہو اور قلبِ صافی کو متأثر کرنے والی ثابت ہو۔ اَللّٰهُمَّ آمِيْن۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ مومنوں کو آپس میں عفو اور درگزر کا سلوک رکھنا چاہئے اور اس کی تحریص میں فرمایا کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف کرے؟ گویا ارشاد ہے کہ جو یہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے قصوروں سے درگزر کرے اور معاف کرے اور بخشے اسے چاہئے کہ پہلے اپنے بھائی کا قصور معاف کرے وَ لْيَعْفُوْا وَ لْيَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ (23: 24) اور اگر رنج میں قسم بھی کھالی ہو کہ معاف نہیں کریں گے تو ایسی قسم اللہ تعالیٰ کی رضا کے خلاف ہے۔ ایسی قسم کو نیکی کے رستے میں روک اور بہانہ نہیں بنانا چاہئے۔ وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۵﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ (2 : 225,226) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد ہے: تم سچے ہو کر چھوٹوں کی طرح تذلل اختیار کرو۔ (اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے توفیق عطا فرمائے۔ آمین)۔ یہ زندگی چند روزہ ہے۔ آخر کار باخدا وند است۔ اس درگاہ میں جب حاضری ہوگی۔ اور روح پر ہیبتِ الٰہی سے لرزہ ہوگا تو اس پرسش کا کیا جواب ہوگا تم نے اپنے بھائی کا قصور کیوں نہ بخشا؟ اب مجھ سے بخشش کی کیسے امید رکھتے ہو؟ آپ دونوں میں سے جب ایک رخصت ہو جائیگا اس وقت دوسرے کے دل اور اس کے روح کی کیا کیفیت ہوگی؟ اگر آج بھائی کے لئے معانقہ اور مسکراہٹ نہیں تو اس وقت آنسو بہانے کس کام آئیں گے؟ حافظ نے کہا ہے:

؎ امروز کہ در دست تو ام مرحمتے کن فردا کہ شوم خاک چہ سود اشک ندامت؟

اس دن قبر کی مٹی کو بوسہ دینے سے کیا حاصل جب زندگی میں مصافحہ بھی نہ رہا؟

مولانا روم نے فرمایا ہے: ؎ چوں گورم را بخواہی بوس دادن رخم را بوس کہ بہتر از انیم

غرض اے ایک ماں باپ کے فرزند و کیا یہ نہیں چاہتے ہو کہ جب سب اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگے تو چہرے مسکراتے ہوں، آنکھیں روشن ہوں، دل پُرسرور ہوں اور ایک دوسرے کی محبت سے لبریز ہوں؟ کیا وہاں بھی دلوں میں رنج اور پیشانیوں پر تیوری ہوگی؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بارہا فرمایا ہے ہر انسان اپنی جنت یہیں سے ساتھ لے جاتا ہے۔ جس نے یہاں جنت حاصل نہیں کی اسے آخرت میں بھی نصیب نہیں۔ تو گلے ملئے۔ معاف کیجئے۔ استغفار کیجئے۔ اور ایک دوسرے کا بازو پکڑے جنت کی طرف یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کی طرف بڑھئے۔ اے ارحم الراحمین! دلوں کی کدورت دور فرما اور انہیں اخلاص اور ہمدردی اور محبت سے بھر دے۔ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ۔ اٰمِيْن يَا رَبَّ الْعَالَمِيْن۔ یہی عریضہ خاکسار نے آپکے بھائی صاحب کی خدمت میں بھی ارسال کیا ہے۔

والسلام خاکسار ظفر اللہ خان

مشاعرہ (حمد ونعت وبرکاتِ خلافت) برموقع یومِ خلافت
زیرِ اہتمام مجلس انصار اللہ یوکے

24/ مئی 2026ء بروز اتوار بوقت دوپہر 3:30 بجے بمقام مسجد المہدی بریڈفورڈ یوکے (رپورٹ: میر انجم پرویز)



اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجلس انصار اللہ یوکے کو گذشتہ چند برسوں سے ہر سال یومِ خلافت کے بابرکت موقع پر ایک شعری نشست منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ امسال ساتواں مشاعرہ منعقد ہوا، جو کئی اعتبار سے منفرد حیثیت کا حامل تھا۔ گذشتہ سالوں میں مشاعرے لندن اور اسلام آباد میں منعقد کیے گئے تھے، جبکہ اس سال اس کا انعقاد بریڈفورڈ میں کیا گیا۔ امسال مشاعرے کے لیے ''حمد، نعت اور برکاتِ خلافت'' کا موضوع منتخب کیا گیا۔ اس مشاعرے کا ایک نمایاں امتیاز یہ بھی تھا کہ اس میں یوکے کے علاوہ فن لینڈ، نیدرلینڈز اور ناروے سے تعلق رکھنے والے بعض شعراء نے بھی زوم کے ذریعہ شرکت کی۔

یہ مشاعرہ 24/ مئی 2026 کو بروز اتوار مسجد المہدی، بریڈفورڈ میں منعقد ہوا، جو دوپہر 3:30 بجے شروع ہو کر شام 6:15 بجے اختتام پذیر ہوا۔ اس بابرکت شعری نشست میں شرکت کے لیے احبابِ جماعت نہ صرف بریڈفورڈ بلکہ لندن، اسلام آباد، برمنگھم، مانچسٹر، گلاسگو اور یارکشائر وغیرہ علاقوں سے بھی تشریف لائے۔

اِس مشاعرے کے لیے مکرم شکیل احمد بٹ صاحب، نائب صدر مجلس انصار اللہ، چیرمین کمیٹی مقرر ہوئے۔ مشاعرے کی میزبانی کے فرائض مکرم فاروق محمود صاحب نے ادا کیے۔ مشاعرے کا آغاز جماعتی روایات کے مطابق تلاوتِ قرآن کریم سے کیا گیا۔ مکرم حافظ نعیم احمد صدیقی صاحب نے سورۃ الحدید کی ابتدائی چھ آیات کی تلاوت کی اور اردو ترجمہ پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم نجم قریشی صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کے پُرمعرفت نعتیہ کلام ''محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے'' میں سے چند اشعار نہایت دلسوز اور مترنم آواز میں پیش کیے جس سے محفل میں ایک سماں بندھ گیا۔

اس کے بعد مکرم شکیل احمد بٹ صاحب، نائب صدر مجلس انصار اللہ نے سٹیج پر تشریف لاکر بتایا کہ مکرم صدر مجلس انصار اللہ کی ہدایت پر امسال یہ مشاعرہ پہلی مرتبہ مسجد المہدی بریڈفورڈ میں منعقد کیا جارہا ہے۔ آپ نے مقامی جماعت، معزز مہمانوں اور شعرائے کرام کو خوش آمدید کہا۔ نیز اس بابرکت تقریب کے انعقاد میں تعاون کرنے والے تمام احباب اور انتظامیہ کا تہِ دل سے شکریہ ادا کیا۔ ازاں بعد میزبان شاعر مکرم فاروق محمود صاحب نے حسبِ روایت سب سے پہلے اپنا کلام سنایا:

کیسے لکھوں میں یار کی مدحت میں کیا لکھوں
نعت رسولِ پاک میں مَیں کیا بھلا لکھوں

میزبان شاعر کے بعد دیگر شعرائے کرام نے اپنا اپنا کلام پیش کیا جس میں حمد ونعت کے علاوہ خلافت سے محبت وعقیدت کا اظہار شامل تھا۔ شعراء کے پیش کردہ کلام میں سے منتخب اشعار ہدیۂ قارئین ہیں:



اظہر احمد چودھری صاحب (مانچسٹر):

شدتِ احساس کے جذبات میں مضمر ہو کر
میں نے سوچا کہ خلافت پہ سخن کچھ لکھوں

ڈاکٹر نوید الحق صاحب نے اپنی والدہ اصغری خانم صاحبہ کا نعتیہ کلام پیش کیا:

آؤ مل کر آج کریں کچھ ذکر محمدؐ پیارے کا
وہ جو ہے سکھ چین دلوں کا، آقا ہے جگ سارے کا

ڈاکٹر سمیع احمد گوندل صاحب (سکنتھوپ):

بلاوا آیا ہے مرے رب کا کہ اب
جلوتوں سے نکل، خلوتوں میں حاضر ہو

قریشی داؤد احمد ساجد صاحب (سکاٹ لینڈ):

رہتی ہے سدا آنکھ یہ نم آپ کے بغیر
ڈرتا ہوں نکل جائے نہ دم آپ کے بغیر

طارق مجید صاحب (برمنگھم):

خاتم الانبیاء! اے رسالت مآب!
مالکِ دوجہاں کے حبیب آنجناب
آپ فخرِ رسل، آپ ہی ذو الجناب
آپ سے بڑھ کے کوئی نہیں مستجاب

احسان قمر صاحب (لندن):

ذکر محفل میں عشق و محبت کا ہے
پھول چنتے رہیں، شعر سنتے رہیں

ڈاکٹر طارق انور باجوہ صاحب (لندن):

خدا نے خود بشارت دی خلافت کی جو قرآں میں
عطا کر کے یہ نعمت تمکنت بخشی ہے ایماں میں

اس کے بعد زوم کے ذریعہ درج ذیل شعراء کو دعوتِ کلام دی گئی۔

مدثر احمد نقاش صاحب (فن لینڈ):

کثرتِ عصیاں سے میری اس طرح تطہیر کر
اے مرے معمار! آ، پھر سے مجھے تعمیر کر
کچھ توجہ کر مری بیزار حالت کی طرف
کچھ مرے بے چین دل کو شاملِ تبشیر کر

مقصود احمد منیب صاحب (نیدرلینڈ):

مرے یارِ لا مکانی، مری خوشیاں اور کراہیں
ہمہ وقت تجھ کو سوچیں، ہمہ وقت تجھ کو چاہیں
مٹے کبر کے نشاں بھی، نہ ملیں کہیں پناہیں
ہوئے روسیاہ رہبر، گریں سر سے جب کلاہیں

خواجہ عبد المؤمن صاحب (ناروے):

تری رحمت کو جب دیکھا تو دل میں حمد بھر آئی
تری پیاری نگاہوں سے مرے دل میں سرور آیا

ان شعراء کے بعد درج ذیل شعراء کو دعوت کلام دی گئی۔

نور الجمیل نجمی صاحب (لندن):

اس لب سے شکایت نہ گنہگار کریں گے
اب جو بھی کریں گے مرے سرکار کریں گے
اس بار وہ دلدار وہ غفّار سنے گا
اشکوں کو بھی اب شاملِ گفتار کریں گے

میر انجم پرویز (اسلام آباد):

'تلاش'

میں ہر دم اپنے خوابوں میں
کبھی کھویا ہوا رہتا ہوں منطق کی کتابوں میں
سوالوں اور جوابوں میں
کبھی میں فلسفے میں گم
حقیقت یا سرابوں میں؟

اجتماعی دعا کے ساتھ اِس بابرکت و یادگار نشست کا اختتام ہوا۔ 6:30 بجے نمازِ عصر ادا کی گئی، جس کے بعد صدر مجلس انصار اللہ، مکرم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب کے ساتھ شعرائے کرام اور انتظامیہ کے گروپ فوٹو لیے گئے۔

روانگی سے قبل تمام مہمانانِ گرامی کی تواضع چائے اور ریفریشمنٹ سے کی گئی۔ مشاعرے میں حاضرین کی تعداد تقریباً 200 رہی۔ حاضرین نے نہایت ذوق و شوق، انہماک اور دلچسپی کے ساتھ مشاعرہ سماعت کیا اور شعرائے کرام کو بھرپور داد سے نوازا۔ بعض مواقع پر سامعین نے فرطِ جذبات میں نعرے بھی لگائے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ پروگرام ہر لحاظ سے نہایت کامیاب رہا۔ اس کامیابی میں صدر مجلس انصار اللہ برطانیہ، محترم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب کے ساتھ ساتھ چیئرمین مشاعرہ کمیٹی، مکرم شکیل احمد بٹ صاحب (نائب صدر مجلس) کی محنت، لگن، خلوص اور جانفشانی کا بھی نمایاں کردار تھا۔ اسی طرح نارتھ ایسٹ ریجن کے ناظمِ اعلیٰ ڈاکٹر عاصم سلیم صاحب اور ان کی پوری ٹیم، نیز ریجنل ممبران کمیٹی اور سمعی بصری کی ٹیم نے انتھک محنت کے ساتھ نہایت عمدہ انتظامات کیے، جس پر وہ بجا طور پر شکریہ اور دعاؤں کے مستحق ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس نشست کے نیک نتائج پیدا کرے اور تمام انصار کو اللہ تعالیٰ، رسولِ کریم ﷺ اور خلافت کی محبت میں بڑھائے، اور تمام منتظمین کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔

اکتالیسویں سالانہ چیریٹی واک 2026ء
منعقدہ زیر اہتمام ”بیکن آف پیس“ مجلس انصار اللہ یوکے



سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت پر مجلس انصار اللہ یوکے کے تحت ایک خدمت خلق کی تنظیم ”بیکن آف پیس“ (Beacon of Peace) کے نام سے قائم ہے۔ اس چیرٹی تنظیم کے تحت جہاں غریب ممالک میں خدمت خلق کے بہت سے منصوبے جاری ہیں وہاں یہ تنظیم سینکڑوں لوکل خیراتی اور فلاحی تنظیموں کو مالی مدد بھی فراہم کرتی ہے۔

تمام منصوبوں کی تکمیل کے لیے یوں تو ’بیکن آف پیس‘ سارا سال مختلف طریقوں سے فنڈ اکٹھے کرتی ہے تاہم عوام کو آگاہی دلانے اور اس کار خیر میں حصہ لینے کی ترغیب دینے کے لیے ’بیکن آف پیس‘ ہر سال ایک نیشنل چیرٹی واک اور متعدد ریجنل چیرٹی واکس بھی منعقد کرتی ہے۔ امسال نیشنل چیرٹی واک کا انعقاد اسلام آباد ٹلفورڈ سے متصل سکول (Waverley Abbey Junior School) میں مؤرخہ 21/ جون 2026 کو کیا گیا۔

چیرٹی کے انعقاد سے قبل انتظامیہ کی کئی ہفتے متعدد میٹنگز ہوئی جن میں تمام انتظامی امور طے کیے گئے اور 20 جون کو بروز ہفتہ چیرٹی واک کے لیے سائٹ کی تیاری کے انتظامات کیے گئے۔

چیرٹی واک سے قبل بعض ممالک میں بطور صدقہ بکرے ذبح کروائے گئے، بورکینافاسو میں تین گائیں ذبح کروائی گئیں۔

21 جون کو علی الصبح انصار کی رضا کار ٹیمیں سائٹ پر پہنچ گئی تھیں جنھیں ضروری ہدایات کے بعد اپنی اپنی ڈیوٹی پر بھیج دیا گیا۔ صبح آٹھ بجے سے رجسٹریشن اور ناشتے کا آغاز کر دیا گیا تھا۔ شرکاء کو رجسٹریشن کے بعد اُن کا مخصوص نمبر اور ایک جیکٹ دی گئی۔ کار پارکنگ کا انتظام اسلام آباد اس سے ملحقہ پرائمری سکول Waverley Abbey کے









کار پارک میں کیا گیا تھا۔

امسال چیرٹی واک میں پیدل چلنے کے علاوہ سائیکل چلانے کو بھی شامل کیا گیا، جس کے دو حصے تھے، ایک 80 کلومیٹر سائیکلنگ اور دوسرا 10 کلومیٹر سائیکلنگ۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت پر انصار اللہ میں سائیکلنگ کے فروغ کے لیے ”رائیڈ فار پیس“ کے نام سے تنظیم قائم ہے۔80 کلومیٹر سائیکلنگ کی مختصر افتتاحی تقریب ساڑھے آٹھ بجے منعقد ہوئی اور نو بجے80 کلومیٹر سفر کے لیے رائیڈ فار پیس کا قافلہ اپنے مقررہ راستوں پر روانہ ہوگیا۔

اس کے بعد ساڑھے دس بجے افتتاحی تقریب منعقد ہوئی جس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مکرم محمود احمد وردی صاحب نے سورہ نساء کی آیت نمبر 37 کی تلاوت کی اور مکرم نصیر الدین شمس صاحب نے اس کا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔ مکرم خلیل یوسف صاحب نے افتتاحی تقریب کی میزبانی کرتے ہوئے بیکن آف پیس کی طرف سے اب تک کی جانے والی خدماتِ انسانی کا خلاصہ پیش کیا، جس کے بعد درج ذیل معززین کو اظہار خیال دعوت دی:

DOMINIQUE WILLIAMS, Deputy Mayor of Guildford

Penny Flux, Chair of East Hampshire District Council

Richard Steijger, Councillor

David Munro Mayor of Waverley Borough Council

ان کے بعد چیئرمین بیکن آف پیس نے اپنے خیال کا اظہار کرتے ہوئے انسانی خدمت کی اہمیت اور اس کے ذریعہ سے تمام انسانیت کو متحد کرنے پر زور دیا۔ آخر پر صدر مجلس انصار اللہ مکرم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب نے اجتماعی دعا کروائی۔

افتتاحی تقریب کے فوراً بعد تقریباً گیارہ بجے پہلے رائیڈ فار پیس کا دوسرا قافلہ 10 کلومیٹر سفر کے لیے روانہ ہوا۔ اس کے ساتھ ہی چیرٹی واک کا آغاز ہوا، جس کے لیے دو راستے مقرر کیے گئے تھے۔ ایک تقریباً پانچ کلومیٹر پر مشتمل راستہ تھا، جبکہ بچوں اور کمزور افراد کے لیے تقریباً سوا دو کلومیٹر کا مختصر راستہ مختص کیا گیا تھا۔ واک کے راستے میں رہنمائی کے لیے نہ صرف یہ کہ جابجا تختیاں لگائی گئی تھیں بلکہ مختلف گائیڈ مقرر تھے۔ اس کے علاوہ شاملین کے لیے راستے میں مشروب اور پھلوں کا بھی انتظام تھا۔ اسی طرح کسی بھی ایمرجنسی کے لیے فوری طبی امداد کا بھی انتظام تھا۔

اسلام آباد کے قریب واقع ایک سکول (All Saint School) کے تعاون سے بیل اینڈ کلر ڈیش ایکٹیویٹی کا اہتمام بھی کیا گیا، جس میں شرکاء نے بیکن آف پیس کی شرٹس پر برٹش فلیگ کے رنگوں اور بیکن آف پیس









کے سبز رنگ سے ڈیزائن بنائے۔

علاوہ ازیں بچوں کے لیے صبح نو بجے سے دوپہر ڈیڑھ بجے تک فن فیئر اور مختلف رائیڈز کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ بچے ان تفریحی سرگرمیوں سے بہت محظوظ ہوئے۔ فن فیئر میں خواتین کے لیے ایک مخصوص وقت مقرر کیا گیا تھا۔ سیکیورٹی کے حوالے سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کی روشنی میں خصوصی انتظامات کیے گئے تھے۔

اس چیرٹی واک میں سینکڑوں احمدی احباب و خواتین کے علاوہ کثیر تعداد میں مہمانوں نے بھی شمولیت کی جن کا تعلق ہر شعبہ ہائے زندگی سے تھا۔ جو لوگ واک مکمل کر کے واپس پہنچتے ان کو میڈلز دیے جاتے۔

چیرٹی واک کے اختتام پر تقریباً بارہ بجے رولنگ لنچ کا آغاز کر دیا گیا تھا۔ کھانوں میں بنیادی طور پر بریانی شامل تھی، جبکہ سبزی خور شرکاء کے لیے پاستا اور دال چاول کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ گرمی کے موسم کے پیش نظر راستوں میں اور دن بھر روح افزا اور سکنجبین بھی فراہم کی جاتی رہی۔

اس موقع پر بعض نمائشوں اور اسٹالز کا بھی اہتمام کیا گیا، جن میں جماعت کی خدمتِ خلق کی سرگرمیوں کو نمایاں کرنے لیے ہیومینٹی فرسٹ، آئی اے اے ای اے (IAAAE) اور بیکن آف پیس کے معلوماتی اسٹالز اور ڈسپلے شامل تھے۔ اس کے علاوہ تراجم قرآن کریم کی نمائش اور تبلیغی اسٹال بھی لگائے گئے تھے۔ جو لوگ عطیہ دینا چاہتے تھے ان کے لیے شعبہ مال کا ایک ڈیسک بھی لگایا تھا جہاں عطیات جمع کروائے جاسکتے تھے۔

غیر احمدی و غیر مسلم مہمانوں کے لیے زیارتِ مسجد کا انتظام بھی کیا گیا تھا تا کہ پہلی مرتبہ آنے والے یا مسجد دیکھنے کے خواہش مند افراد اس سہولت سے استفادہ کر سکیں۔

چیرٹی واک میں شامل ہونے والوں کی کل تعداد تقریباً 2100 تھی جس میں مرد و خواتین اور غیر از جماعت شامل ہیں۔ ڈیڑھ بجے تک چیرٹی واک کے تمام پروگرام اللہ کے فضل سے بخیر و خوبی مکمل کر لیے گئے جس کے بعد احمدی احباب و خواتین نے دوپہر دو بجے ظہر کی نماز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتدا میں ادا کی۔ نماز کے بعد وائینڈ اپ کا کام شروع ہوگیا جو تقریباً چار بجے تک مکمل کر لیا گیا۔

اس تقریب کے کامیاب انعقاد کے لیے انصار نے بہت محنت، خلوص اور جانفشانی سے رضا کارانہ خدمات انجام دیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر سے نوازے اور اس چیریٹی واک میں شامل ہونے والوں اور رفاہی کاموں کے لیے مالی مدد کرنے والوں کو بھی بہترین جزا عطا فرمائے اور بیکن آف پیس کی بنی نوع انسان کی ہمدردی میں کی جانے والی کاوشوں کے مثبت نتائج پیدا فرمائے۔ آمین



